ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
اکتوبر 2023ء جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 10

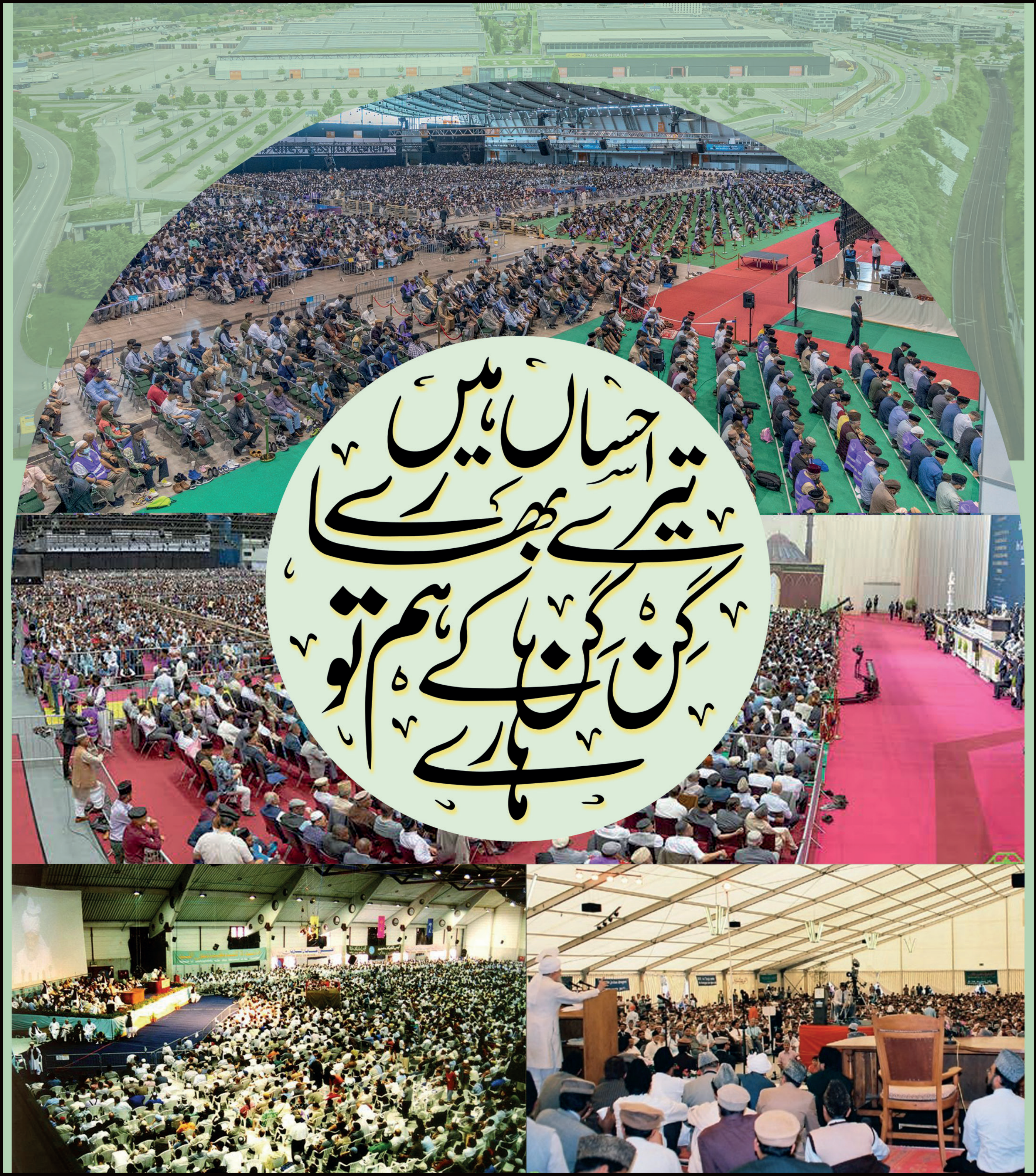

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب:57)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”درود جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔
مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن و احسان
کو مدّنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی
کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ
قبولیتِ دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا“۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 156)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نئی صدی کا سفر

سو سال پہلے کسے خبر تھی کہ 2023ء میں جماعت احمدیہ جرمنی مغرب کی سب سے بڑی اور مضبوط جماعت بن کر اپنا صد سالہ جشن تشکر منا رہی ہوگی۔ مگر یہ خدا کی تقدیروں میں سے تقدیر ہے کہ وہ شجر جس کی تخم ریزی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے غلامِ صادق کے ہاتھ سے کی، اُسے بڑھنا اور پھیلنا اور پھولنا تھا اور اس کی شاخیں چہار دانگ عالم سایہ فگن ہونی تھیں۔ چنانچہ جرمنی میں بھی جماعت احمدیہ جس کا پیغام حضرت اقدس مسیح موعود کے حینِ حیات ہی پہنچ گیا تھا اپنا سفر کرتے ہوئے ایک صدی کی مسافت کامیابی کے ساتھ طے کر چکی ہے اور اس سال جشنِ تشکر مناتے ہوئے خدا کے حضور سجدہ ریز ہے، الحمدللہ۔

ہر چند جماعت احمدیہ جرمنی اپنی پہلی صدی کا سفر دامے، درمے، قدمے، سخنے طے کر چکی ہے اور اس دوران بہت سے اہداف حاصل کرنے کی کوشش بھی کی ہے لیکن ابھی بہت کچھ باقی ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح فرماتے ہوئے خطبہ جمعہ میں ہمیں توجہ دلائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’کیا ہم نے اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کے ساتھ اپنے بچوں کو بھی دین سے جوڑے رکھنے کی خاص کوشش کی؟ تا کہ ان مخلصین میں شامل ہوسکیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہیں۔ اگر کی تو یہی وہ حقیقی شکرانہ ہے جو سو سال پورے ہونے پر ہم ادا کرنے والے ہوں گے اور جس کی ایک احمدی سے توقع کی جا سکتی ہے۔ اگر نہیں تو صرف دنیاوی رسم و رواج کے مطابق سو سال پورے ہونے پر خوشی بے فائدہ ہے‘‘۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن 22 ستمبر 2023ء)

یہ وہ حقیقی اہداف ہیں جنہیں ہمیں حاصل کرنا ہے، قومی سطح پر ہماری دینی اور روحانی پائیدار زندگی کا انحصار انہی اُمور پر ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ دنیا کی طرف جھکنے کے بجائے دین کو اپنے ہر ایک کام میں مقدّم رکھتے ہوئے جن باتوں کی طرف ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں توجہ دلائی ہے انہیں اپنا ہدف بنا لے اور دَم نہ لے جب تک اپنی منزل کو پا نہ لے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑے واضح الفاظ میں ہمیں فرما دیا ہے، محترم امیر صاحب جرمنی کے استفسار کہ ہمارا اگلی صدی کا ٹارگٹ کیا ہے، کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

’’اگلی صدی کا ٹارگٹ یہی مختصر لائحہ عمل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں میں نے بیان کیا ہے۔ ہم یہ دعویٰ لے کر اٹھے ہیں کہ ہم نے دنیا کے دل جیتنے ہیں۔ اس دنیا کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کرنا ہے۔ دنیا کو آنحضرت ﷺ کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے۔ پس اس حوالے سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور ایک نئے عزم کے ساتھ جرمنی کی جماعت احمدیہ کو نئی صدی میں داخل ہونا چاہیے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو بھی یہ نصیحت کرتے رہیں گے اور ان کی اس طرح تربیت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی یہ جاگ ایک نسل سے دوسری نسل میں لگتی چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔ (ایضاً)

اللہ تعالیٰ ہم سب افراد جماعت جرمنی کو اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی روشنی میں اپنی نئی صدی کا سفر شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

ربیع الاوّل/ربیع الثانی 1445 ہجری قمری اکتوبر 2023ء جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 10 اخاء 1402 ہجری شمسی

فہرست مضامین

قال اللہ جل جلالہ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام	04
تبرّکات: احساں ہیں تیرے بھارے گِن گِن کے ہم تو ہارے	05
نظم: احساں ہیں تیرے بھارے گِن گِن کے ہم تو ہارے	06
خطبہ جمعہ: جماعت احمدیہ جرمنی کو نئے عزم کے ساتھ نئی صدی میں داخل ہونا ہے	07
جماعت احمدیہ جرمنی پر افضالِ الٰہی کا تذکرہ	16
آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دن	19
احباب سارے آئے تُو نے یہ دن دکھائے	22
47ویں جلسہ سالانہ جرمنی کا منظر نامہ	29
اخبار احمدیہ جرمنی اور تاریخ احمدیت جرمنی کے ویب سائٹس کا اجراء	32
تحریک جدید ایک الٰہی اور آسمانی تحریک	33
جماعتی سرگرمیاں: مسجد بیت النصر کولون میں بین المذاہب امن کانفرنس کا انعقاد	34
پاکستان میں احمدی برادری	36
تاریخ جرمنی	38
دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی	39
ادبی صفحہ: آتی ہے اردو زباں آتے آتے	40
طِبّ و تحقیق: آتشک۔ ایک ملامت زدہ بیماری	41
حالاتِ حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں	44
یادِ رفتگاں: محترم حمید اختر صاحب آف ہانوفر کا ذکرِ خیر	45
اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا	48

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعیداللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

19

04

22

07

33

28

16

45

38

41

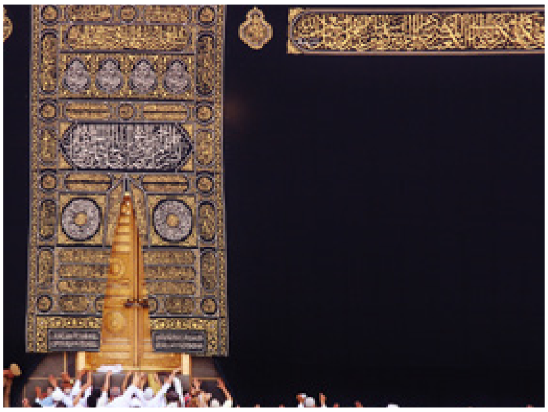

قال اللّٰہ جلّ جلالہٗ

وَاِنۡ تَشۡکُرُوۡا یَرۡضَہُ لَکُمۡ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ
ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ مَّرۡجِعُکُمۡ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ؕ
اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ۔

(الزمر:8)

اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ پھر تم سب کو اپنے ربّ کی طرف لوٹنا ہے۔ پس وہ تمہیں ان اعمال سے باخبر کرے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ یقیناً وہ سینوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

عَنۡ أَبِی بَکۡرَۃَ، عن النبی ﷺ أَنَّه کَانَ إِذَا جَاءَہُ أَمۡرُ سُرُورٍ أَوۡ بُشِّرَ بِہِ
خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِلّٰہِ

(سنن ابی داوٗد، کتاب الجہاد باب فی سجود الشکر)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی مسرت افزا خبر یا خوشخبری آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنے کی غرض سے سجدہ ریز ہو جاتے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہم کو تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور اس کے لیے ضرورت ہے اخلاص کی، صدق و وفا کی، نہ یہ کہ قیل وقال تک ہی ہماری ہمت و کوشش محدود ہو۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت دیتا ہے اور اپنے فیوض و برکات کے دروازے کھول دیتا ہے۔

(البدر جلد 3 نمبر 18،19 مؤرخہ 8-16 مئی 1904ء صفحہ 10)

ہم تو ہارے گن گن تیرے احساں ہیں بھارے گن گن کے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں ادا کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم وکریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبّت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تُو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل وکرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ ثم آمین‘‘۔

(مکتوبات احمد جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ 6-5، قدیم ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’احسان دیکھ لو، تم کچھ نہ تھے، تم کو اس نے بنایا۔ کیسا خوبصورت، تنومند اور دانشمند انسان بنا دیا۔ بچے تھے، ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کیا۔ سانس لینے کو ہوا، پینے کو پانی، کھانے کو قسم قسم کی لطیف غذائیں، طرح طرح کے نفیس لباس اور آسائش کے سامان کس نے دیئے؟ خدا نے! مَیں کہتا ہوں کیا چیز ہے جو انسان کو فطرتاً مطلوب ہے اور اس نے نہیں دی۔ سچی بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسان اور افضال کو کوئی گن ہی نہیں سکتا۔ حُسن دیکھو تو کیسا اکمل۔ ایک ناپاک قطرہ سے کیسی خوبصورت شکلیں بناتا ہے کہ انسان محو ہو رہ جاتا ہے۔ پاخانہ سے کیسی سبز اور نرم، دل خوشکن کونپل نکالتا ہے۔ انار کے دانے کس لطافت اور خوبی سے لگاتا ہے۔ اِدھر دیکھو، اُدھر دیکھو، آگے پیچھے دائیں بائیں جدھر نظر اٹھاؤ گے اس کے حسن کا ہی نظارہ نظر آئے گا۔ (خطبات نور جلد 1 صفحہ 21-20)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’جب انسان سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیتا ہے۔ لیکن جب تک انسان اپنے پاس کی چیز کو سینے سے لگائے رکھتا ہے اور اپنے بُخل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسے قربان کرنے کو تیار نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ بھی اُس وقت تک اپنے فضلوں کے دروازے کھولنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اور اتنے احسانات اور اتنے فضلوں کے باوجود جس شخص کے دل میں کامل ایمان اور کامل توکّل پیدا نہیں ہوتا وہ نئی زندگی پانے کا مستحق نہیں ہوتا۔ اور اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل نازل نہیں ہوتا۔ اور وہ شخص اس قابل نہیں کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا ہاتھ بڑھے۔ پس اعلیٰ قربانی کے مقام کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو اور اپنے نفسوں میں تبدیلی پیدا کرو۔

(خطبات محمود جلد 28 خطبہ جمعہ فرمودہ 4؍اپریل 1947ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’اے میرے ربّ! ہر چیز تیری خدمت گزار ہے وہ تیرے قانون تسخیر کے ماتحت اس کام میں لگی ہوئی ہے جس پر تو نے اسے لگایا ہے اور ہماری عین یقین نے دیکھا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز تو نے ہماری خدمت پر مسخر کی ہوئی ہے اور تو نے اپنی ساری نعمتیں (ظاہری و باطنی) ہم پر پانی کی طرح بہا دی ہیں ہمارے نفس اور ہماری روح تیرے احسانوں اور فضلوں کے نیچے دَبے ہوئے ہیں۔ شکر نعمت تو ممکن نہیں مگر اے ہمارے ربّ ہمارے محبوب! ہم بھی تیرے عاشق خادم ہیں اپنے خادموں کی التجا کو سُن رَبِّ فَاحْفَظْنَا اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے ہمیں ضائع ہونے سے بچا لے ہمارے اعمال، بدیوں، کمزوریوں، بداخلاقیوں، فسق وفجور سے ضائع نہ ہو جائیں طاغوتی طاقتیں ہم پر کامیاب وار نہ کر سکیں تیرے پیار کی راہوں سے ہم کبھی بھٹک نہ جائیں‘‘۔ (خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 333)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’جماعت احمدیہ اس وقت ایسے ہی دَور میں داخل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے احسانات کے جو کرشمے ہم دیکھ رہے ہیں، جو نیکیاں دلوں کو عطا ہو رہی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضوان کی محبّت دِلوں میں بڑھ رہی ہے، جو عبادات کا ذوق وشوق پیدا ہو رہا ہے، جو حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں جماعت میں اس میں جماعت کے کسب کا کوئی حصہ نہیں، کسی انتظامی کوشش یا جدوجہد کا کوئی حصہ نہیں یہ تقویٰ من اللہ ہی ہے، خالصۃً آسمان سے خدا کے فرشتے وہ تقویٰ قلوب پر نازل فرما رہے ہیں جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نئی نئی عظیم الشان عمارتوں کی خوشخبری دے رہا ہے۔ ایسے عظیم الشان کاموں کی بنیادیں قائم کر رہا ہے اس تقویٰ کے اوپر جس کے نتیجہ میں جماعت خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک بالکل نئے انقلابی دَور میں داخل ہو جائے گی‘‘۔ (خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 3،2)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ترانے گائے، اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو جائے۔ جس خلوص سے ہمارے سجدے ہوں گے اور ہم سجدے کرنے والے بنیں گے اور شکرگزار ہوں گے تو اُسی قدر شدت سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی ہم پر بارش ہو گی، اُسی تیزی سے ہمارے قدم ترقی کی طرف بڑھتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ہمیں ادراک ہو گا۔ اُن کا فیض ہم پر جاری ہو گا اور یوں اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شکر کرنے والے نئے سے نئے نشانات دیکھتے ہیں۔ آج ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اور نشانات کا سلسلہ جماعت احمدیہ ہی دیکھ رہی ہے‘‘۔ (خطبات مسرور جلد دہم صفحہ 549، خطبہ جمعہ 14؍ستمبر 2012ء)

احساں ہیں تیرے بھارے گِن گِن کے ہم تو ہارے

یا ربّ ہے تیرا احساں میں تیرے دَر پہ قرباں
تُو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں
تیرا کرم ہے ہر آں تُو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا
تونے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تیرا یہ سب کرم ہے تُو رحمت اَتم ہے
کیونکر ہو حمد تیری کب طاقتِ قلم ہے
تیرا ہوں مَیں ہمیشہ جب تک کہ دَم میں دَم ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرباں ہیں تجھ پہ سارے جو ہیں مرے پیارے
احساں ہیں تیرے بھارے گِن گِن کے ہم تو ہارے
دِل خوں ہیں غم کے مارے کشتی لگا کنارے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(انتخاب از درثمین 'محمود کی آمین')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

جماعت احمدیہ جرمنی کو نئے عزم کے ساتھ نئی صدی میں داخل ہونا ہے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم ستمبر 2023ء کا متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ آج جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ چار سال کی پابندیوں کے بعد وسیع پیمانے پر منعقد ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو جلسہ کے مقاصد کو حاصل کرنے والا بنائے اور وہ اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوبارہ اکٹھا ہونے کا موقع دیا ہے تو ایک دوسرے کو مل لیں گے، کچھ مجلسیں لگالیں گے اور بس۔نہیں! بلکہ ایک بہت بڑا مقصد ہے جلسے کے انعقاد کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے اور بڑے درد سے اس کا اظہار بھی کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپؑ کی بیعت میں شامل ہونے والے دینی علم سیکھیں، روحانیت میں ترقی کریں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبّت میں بڑھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کرنے والے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کا تعلق ہو۔ دنیا کی محبّت ٹھنڈی ہو اور دین مقدّم ہو۔

آپ علیہ السلام ایک موقع پر فرماتے ہیں: ’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبّت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت دل پر غالب آ جائے‘‘۔ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351)

پس پہلی کوشش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والوں کی یہ ہونی چاہیے کہ ہم ان مخلصین میں شامل ہونے والے ہوں جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت غالب آ جائے اور ہمارے ہر قول وفعل سے اس کا اظہار بھی ہوتا ہو۔

اس سال جماعت احمدیہ کو جرمنی میں قائم ہوئے سو سال بھی ہو گئے ہیں۔ جرمن جماعت کے افراد اس بات پر بڑے excited بھی ہیں، خوش بھی ہیں کہ ہم اس سال جماعت کے قیام کے سو سال پورا ہونے پر یہ جلسہ کر رہے ہیں جو جماعت کے سو سال کے قیام کا جلسہ ہے۔ بہت لوگ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ یقیناً یہ خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے سو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے اسلام کا خوبصورت پیغام اس ملک میں پہنچایا ہے بلکہ آپؑ کی زندگی میں بھی یہاں پیغام آ چکا تھا۔ اس لیے پیغام آئے ہوئے تو سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے اور سوچنا چاہیے کہ ان سو سالوں میں ہم نے کیا حاصل کیا۔ ہم نے اپنے ایمانوں کی کس حد تک حفاظت کی۔

جب جماعت یہاں شروع ہوئی تو چند ایک لوگ تھے۔ پھر پاکستان کے حالات بدلے، دنیا کے حالات بدلے تو بہت سے احمدی اس ملک میں آ کر آباد ہوئے۔ وہ اس لیے یہاں آئے کہ وہ احمدی تھے اور احمدی ہونے کی وجہ سے اپنے ملک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی تعلیم پر عمل کرنے اور کھل کر اس کا اظہار کرنے پر ان پر پابندیاں لگا دی گئی تھیں۔ پس جب یہاں آ کر ان کو یہ مذہبی آزادی ملی کہ وہ کھل کر اپنے دین پر عمل کرسکیں تو پھر انہیں ایک خاص محنت سے اپنی حالت میں وہ پاک تبدیلیاں پیدا کر کے پھر ان پر قائم رہنے کی کوشش بیعت کے مقصد کو بھلانے والا تو نہیں بنا دیا۔ اگر بھلا دیا ہے تو یہ سو سالہ جشن بے فائدہ ہے۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات آپ کے سامنے رکھوں گا جو ہمیں ہمارے مقصد کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔

سب سے پہلے میں آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد پیش کروں گا جس میں آپؑ نے فرمایا کہ ہماری بیعت ہم سے کیا تقاضا کرتی ہے۔

فرماتے ہیں: ''یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے یہ تو صرف پوست ہے''۔ باہر کی کھال ہے۔ ''مغز تو اس کے اندر ہے۔ اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے مغز ہی لیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جن میں نہ زردی ہوتی ہے نہ سفیدی جو کسی کام نہیں آسکتے اور ردّی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں۔ ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچے کے کھیل کا ذریعہ ہو تو ہو۔ اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اگر وہ ان دونو باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا''۔ جو پیچھے ہٹتے ہیں جماعت سے ان کا یہی حال ہے۔ اسی طرح فرمایا ''اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟'' اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔

''جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبّت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آ جاوے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔ پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 167۔ ایڈیشن 1984ء)

پس بیعت کا حق ادا کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ تبھی ادا ہو سکتا ہے جب ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع چلنے کی کوشش کریں۔ دنیاوی لذات کو دُور کر کے ہی انسان ایسا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ دنیا میں رہ کر پھر دین کو مقدّم رکھنا یہی اصل جہاد ہے جس کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا کیا ہے! کیا دنیا کو بالکل ترک کر دینا ہے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ''میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان سست ہو جاویں۔ اسلام کسی کو سست نہیں بناتا۔ اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں بھی مصروف ہوں مگر میں یہ نہیں پسند کرتا کہ خدا کے لئے ان کا کوئی وقت بھی خالی نہ ہو۔ ہاں تجارت کے وقت پر تجارت کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کو اس وقت بھی مدّنظر رکھیں تا کہ وہ تجارت بھی ان کی عبادت کا رنگ اختیار کر لے۔ نمازوں کے وقت پر نمازوں کو نہ چھوڑیں۔ ہر معاملہ میں کوئی ہو دین کو مقدّم کریں۔ دنیا مقصود بالذّات نہ ہو۔ اصل مقصود دین ہو۔ پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ کو دیکھو کہ انہوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا کو نہیں چھوڑا۔ لڑائی اور تلوار کا وقت ایسا خطرناک ہوتا ہے کہ محض اس کے تصور سے ہی انسان گھبرا اٹھتا ہے۔ وہ وقت جبکہ جوش اور غضب کا وقت ہوتا ہے ایسی حالت میں بھی وہ خدا سے غافل نہیں ہوئے۔ نمازوں کو نہیں

دنیا میں رہ کر پھر دین کو مقدّم رکھنا یہی اصل جہاد ہے جس کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے

کرنی چاہیے جن کا تقاضا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت سے کیا ہے۔ کیا وہ کوشش ہم نے کی؟

کیا ہم نے اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کے ساتھ اپنے بچوں کو بھی دین سے جوڑے رکھنے کی خاص کوشش کی؟ تا کہ ان مخلصین میں شامل ہوسکیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہیں۔ اگر کی تو یہی وہ حقیقی شکرانہ ہے جو سو سال پورے ہونے پر ہم ادا کرنے والے ہوں گے اور جس کی ایک احمدی سے توقع کی جاسکتی ہے۔ اگر نہیں تو صرف دنیاوی رسم و رواج کے مطابق سو سال پورے ہونے پر خوشی بے فائدہ ہے۔

یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے یہ تو صرف پوست ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہ اپنی بیعت میں آنے والوں کو اپنے اندر پاک اور انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنے کے لیے لائحہ عمل دیا ہے۔ انہیں نصائح فرمائی ہیں۔

پس اگر ہم حقیقی طور پر ان مخلصین میں شامل ہیں جو آپؑ کی بیعت میں آئے تو ہمیں پھر ہر وقت ان کی جگالی کرتے رہنا چاہیے اور پھر اپنے قول و فعل کا اس کے ساتھ موازنہ بھی کرتے رہنا چاہیے کہ کس حد تک ہم اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا مقصد ہے۔ کہیں ہم اس ترقی یافتہ دنیا میں آ کر اپنے اس مقصد کو بھول تو نہیں گئے۔ کہیں دنیا کی چکا چوند نے ہمیں

چھوڑا۔ دعاؤں سے کام لیا۔ اب یہ بدقسمتی ہے کہ یوں تو ہر طرح سے زور لگاتے ہیں۔ بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں۔ جلسے کرتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں مگر خدا سے ایسے غافل ہوتے ہیں کہ بھول کر بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتے''۔ یہ عام مسلمانوں کا حال ہے۔ ''پھر ایسی حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ ان کی کوششیں نتیجہ خیز ہوں جبکہ وہ سب کی سب دنیا ہی کے لیے ہیں۔ یاد رکھو جب تک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دل و جگر میں سرایت نہ کرے اور وجود کے ذرے ذرے پر اسلام کی روشنی اور حکومت نہ ہو کبھی ترقی نہ ہوگی''۔ یہ لکھی ہوئی بات نہیں ہے تو اس کو چھوڑ کر بے شک ترقی کر لیں گے لیکن جبکہ خدا ہے اور ضرور ہے پھر اس کو چھوڑ کر کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے، اس کی بے عزتی کر کے، اس کی کتاب کی بے ادبی کر کے چاہتے ہیں کہ کامیاب ہوں اور قوم بن جاوے، کبھی نہیں''۔

غیر مسلموں کو قرآن کریم جلانے کی کیوں جرأت پیدا ہوئی۔ اس لیے کہ ہم نے عملاً قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور اسی وجہ سے ان کو جرأت پیدا ہوئی جس سے ہم بھی گناہگار ہوئے۔ مسلمان گناہگار ہوئے۔ فرمایا ''ہماری رائے تو یہی ہے جس کو آنکھیں دیکھتی ہیں۔ ترقی متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے''۔ پس یہ ہر احمدی کے لیے راہنما اصول ہے۔ ''کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا''۔ مداہنت نہیں دکھائی، اپنا دین نہیں چھپایا۔ فرمایا ''میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پا لیتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو

ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس پر زندہ ایمان پیدا کریں

ہے۔ ''اگر تم مغربی قوموں کا نمونہ پیش کرو کہ وہ ترقیاں کر رہے ہیں۔ ان کے لئے اَور معاملہ ہے۔ تم کو کتاب دی گئی ہے۔ تم پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ ان کے لئے الگ معاملہ اور مواخذہ کا دن ہے''۔ ان کا مواخذہ کیا ہوگا کب ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کو جوابدہ ہوں گے اور ہوگا یقیناً لیکن ہو سکتا ہے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کرے، اس دنیا میں نہ کرے۔ لیکن ہم جو دعویٰ کرتے ہیں ایمان کا پھر اگر عمل نہیں کرتے تو ہمارا مواخذہ اس دنیا سے بھی شروع ہو سکتا ہے۔ پس بڑے فکر کی بات ہے۔ فرمایا ''تم اگر کتاب اللہ کو چھوڑو گے تو تمہارے لئے کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس پر زندہ ایمان پیدا کریں۔ اگر ہم ان باتوں کو ان دنیا پرستوں کی مجلس میں بیان کریں تو وہ ہنسی میں اڑا دیں مگر ہم کو رحم آتا ہے کہ افسوس یہ لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے جو ہم دیکھتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 159-158۔ ایڈیشن 1984ء) فرمایا مَیں تو ایسی نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کی تباہی ہی تباہی ہے اگر قرآنِ کریم پر عمل نہیں کریں گے۔ پس مسلمان کہلا کر پھر دوعملی نہیں چل سکتی۔ مسلمانوں کی حالت کا نقشہ ہمارے لیے کافی سبق ہے۔ نام تو دین کا لیتے ہیں لیکن باتیں دنیا کی کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے''۔ دنیاوی حزب اللہ نہیں، لڑائیاں کرنے والے، جنگیں کرنے والے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والا گروہ ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے۔ جو شیطان سے اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔ ''مال چونکہ تجارت سے بڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی طلب دین اور ترقی دین کی خواہش کو ایک تجارت ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (الصّف:11)'' کیا میں تمہیں ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات

سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے

اسی دنیا میں جہنّم موجود ہے۔ ایسی حالت میں قریباً ہر شہر میں مسلمانوں کی بہتری کے لئے انجمنیں اور کانفرنسیں ہوتی ہیں لیکن کسی ہمدرد اسلام کے منہ سے یہ نہیں نکلتا کہ قرآن کو اپنا امام بناؤ۔ اس پر عمل کرو۔ اگر کہتے ہیں تو بس یہی کہ انگریزی پڑھو، کالج بناؤ، بیرسٹر بنو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان نہیں رہا۔ حاذق طبیب بھی دس دن کے بعد اگر دوا فائدہ نہ کرے تو اپنے علاج سے رجوع کر لیتے ہیں''۔ یہ علاج چھوڑ کے دوسرا علاج شروع کرتا ہے۔ ''یہاں ناکامی پر ناکامی ہوتی جاتی ہے اور اس سے رجوع نہیں کرتے۔ اگر خدا من حیث القوم ہر جگہ مسلمانوں کی حالت خستہ ہے۔ پس یہ بہت غور کا مقام ہے، بڑے فکر کا مقام ہے۔

پھر دین کو ہر حال میں دنیا پر مقدم کرنے کے بارے میں مزید ایک جگہ آپؑ نے یوں فرمایا: ''دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ لوگ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے''۔ پہلے بھی وضاحت فرمائی ''نہیں، صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے دے۔ وہ کیا ہے؟ دین کی تجارت۔ فرمایا ''سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے۔ پس میں بھی خدا تعالیٰ کے ان ہی الفاظ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ میں زیادہ امید ان پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے۔ جو اس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پا لے۔ اس لئے کبھی سست نہیں ہونا چاہئے۔ ہر امر کو جو سمجھ میں نہ آئے پوچھنا چاہئے تا کہ معرفت میں زیادت ہو۔ پوچھنا حرام نہیں۔ بحیثیت انکار کے بھی پوچھنا چاہئے

اور عملی ترقی کے لئے بھی''۔ اگر انکار کرنا ہے کسی بات کا تب بھی پوچھو۔ سوال تو کرو۔ جواب تو حاصل کرو اور علمی ترقی کے لیے بھی پوچھنا چاہیے۔ ''جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآنِ شریف کو غور سے پڑھیں۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کریں۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے۔ قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 193 تا 194۔ ایڈیشن 1984ء)

جائزہ لینا چاہیے کہ کتنے ہیں جو غور کر کے قرآنِ کریم کو پڑھتے ہیں، اس کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں

پس دین کا علم حاصل کرنے کے لیے قرآنِ کریم کی راہنمائی کو پکڑنا ضروری ہے اور یہ قرآنِ کریم ہی اب صحیح راہنمائی کرے گا۔ اور یہی طریقہ ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی طرف راہنمائی کرے گا۔ پس ہمیں جائزہ لینا چاہیے کہ کتنے ہیں جو غور کر کے قرآنِ کریم کو پڑھتے ہیں، اس کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپؑ یہ توجہ دلاتے ہوئے کہ قرآن شریف کے ہم پر بہت احسانات ہیں اس لیے اس کو بہت غور سے اور توجہ سے پڑھنا چاہیے۔ فرماتے ہیں: ''پس یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیموں کو جو قصہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ۔ وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ (الطارق:15-14)'' یہ فیصلہ کرنے والا قول ہے کوئی فضول باتیں نہیں ہیں اس میں۔ ''وہ میزان، مہیمن، نور اور شفاء اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں۔ ہم اس کو گوارہ نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے۔ اس لئے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پروا کریں۔ غرض میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشفِ حقائق کے لئے قائم کیا ہے''۔

حقائق کے ظاہر کرنے کے لیے بتانے کے لیے قائم کیا ہے ''کیونکہ بدوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا ہے۔ اس لئے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر''۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 155۔ ایڈیشن 1984ء)

یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہو جائے تو سارا جہان اپنی مخالفت سے کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا

پس قرآنِ کریم کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ بہت سے سوال اکثر احمدی کرتے ہیں۔ اگر وہ قرآنِ کریم کو غور سے پڑھیں تو وہیں ان کو ان کے جواب بھی مل جائیں گے۔ مختلف فنکشنز (functions) میں جب قرآن کے حوالے سے بات کی جاتی ہے تو سننے والے متاثر ہوتے ہیں، اسلام کی خوبیوں کے معترف ہوتے ہیں۔ پس اعتماد کے ساتھ ہر احمدی کو قرآنِ کریم کو استعمال کرنا چاہیے۔ جہاں یہ ہماری تربیت کے لیے راہنما ہے وہاں غیروں کے اعتراضوں کے جواب دینے کے لیے بھی ایک زبردست ہتھیار ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کا خدا تعالیٰ سے بھی تعلق پیدا ہو جائے۔ احکامات کا پتہ چل جائے تو پھر ان احکامات دینے والے سے تعلق ہونا چاہیے، خدا تعالیٰ سے بھی تعلق ہونا چاہیے اور یہ تعلق عبادت سے پیدا ہوتا ہے اور عبادت کا اسلام میں بہترین ذریعہ نماز ہے۔ پس ہر احمدی کو یہ جائزہ لینا چاہیے کہ اس کی نماز کی کیا حالت ہے۔ اگر ہماری یہ حالت درست ہو گئی اور ہمارا اللہ تعالیٰ سے اس طرح تعلق قائم ہو گیا تو پھر ہی وہ حالت ہے جب ہمیں حقیقی خوشی ملے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''میرا مذہب تو یہ ہے کہ جس کو بلا سے بچنا ہو وہ پوشیدہ طور پر خدا سے صلح کر لے اور اپنی ایسی تبدیلی کر لے کہ خود اسے محسوس ہووے کہ میں وہ نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:12)'' یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں جو ان کے نفسوں میں ہے، ان کے دلوں میں ہے۔ فرمایا ''سچے مذہب کی جڑ خدا پر ایمان ہے اور خدا پر ایمان چاہتا ہے کہ سچی پرہیز گاری ہو۔ خدا کا خوف ہو۔ تقویٰ والے کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ آسمان سے اس کی مدد کرتا ہے۔ فرشتے اس کی مدد کو اترتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی کر لے اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی نارضامندی کا موجب ہیں تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پا جائے گا۔ ہمارا ایمان تو آسمانی کارروائیوں ہی پر ہے''۔ آسمان سے کام ہوں گے تو ہوں گے اَور کوئی ذریعہ نہیں۔ ''یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہو جائے تو سارا جہان اپنی مخالفت سے کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ جس کو خدا محفوظ رکھنا

چاہے اس کو گزند پہنچانے والا کون ہو سکتا ہے؟ پس خدا پر بھروسہ کرنا ضروری ہے‘‘۔فرمایا ’’پس خدا پر بھروسہ کرنا ضروری ہے اور یہ بھروسہ ایسا ہونا چاہئے کہ ہر ایک شئے سے بکلی یاس ہو۔اسباب ضروری ہیں مگر خلق اسباب بھی تو خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔وہ ہر ایک سبب کو پیدا کر سکتا ہے اس لئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو اور یہ بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو۔ہر ایک قسم کی لغزش سے بچنا چاہئے اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنی چاہئے۔یہ یاد رکھو! عزیز بھی ایسے دوست نہیں ہوتے جیسے خدا عزیز ہوتا ہے۔وہ راضی ہو تو کُل جہان راضی ہو جاتا ہے۔اگر وہ کسی پر رضامندی ظاہر کرے تو اُلٹے اسباب کو سیدھا کر دیتا ہے‘‘۔ بگڑے کام بھی بن جاتے ہیں۔ ’’مضر کو مفید بنا دیتا ہے۔یہی تو اس کی خدائی ہے۔ہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس کے لیے دعا کی جاتی ہے اس کو ضروری ہے کہ خود اپنی صلاحیت میں مشغول رہے‘‘۔ دعا کے لیے کہتے ہیں، دعا کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کرنے میں خود بھی مشغول ہونا پڑے گا۔ ’’اگر وہ کسی اَور پہلو سے خدا کو ناراض کر دیتا ہے تو وہ دعا کے اثر کو روکنے والا ٹھہرتا ہے۔مسنون طریق پر اسباب سے مدد لینا گناہ نہیں ہے مگر مقدم خدا کو رکھے اور ایسے اسباب اختیار نہ کرے جو خدا تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہوں‘‘۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ185-184 ایڈیشن 2022ء)

بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو

نماز میں لذّت نہ آنے کی وجہ اور اس کا علاج بیان فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا: ’’غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذّت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے پھر شہروں اور گاؤں میں تو اَور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ان کو اس لذّت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔اَور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے گویا ان کے دل دکھتے ہیں‘‘ کہ اذان ہو گئی اور نماز کے لیے جانا پڑے گا۔ ’’یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذّتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت باعتبار اس کے مجسم ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔اس لذّت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔پھر نماز میں لذّت کیونکر حاصل ہو۔میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آ جاتا ہے۔دانش مند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے‘‘ باقاعدگی سے پڑھے ’’اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آ جاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذّت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذّات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسے سرور کا حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذّت حاصل ہو تو مَیں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذّت حاصل ہو جاوے گی۔پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔پس ان حسنات کو اور لذّات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔

وہ راضی ہو تو کُل جہان راضی ہو جاتا ہے۔اگر وہ کسی پر رضامندی ظاہر کرے تو اُلٹے اسباب کو سیدھا کر دیتا ہے

یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ۔یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ان کی روح مردہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا۔اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنے وہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے۔نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذّت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ162 تا164 ایڈیشن 1984ء)

پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ کیا ہم نمازوں میں سرور حاصل کرتے ہیں؟ کیا ہم مکمل بھروسہ صرف اسباب پر تو نہیں رکھتے؟

اگر ہم نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں تو ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں، اپنے مقصد کو پورا کرنے والے ہیں۔ ورنہ قابل فکر حالت ہے۔

پھر علم و معرفت میں ترقی اور شیطان کے حملے سے بچنے کے بارے میں توجہ دلاتے ہوئے اور یہ کہ مرشد اور مرید کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں۔ فرماتے ہیں: ''مرشد اور مرید کے تعلقات استاد اور شاگرد کی مثال سے سمجھ لینے چاہئیں۔ جیسے شاگرد استاد سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح مرید اپنے مرشد سے لیکن شاگرد اگر استاد سے تعلق تو رکھے مگر اپنی تعلیم میں قدم آگے نہ بڑھائے تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہی حال مرید کا ہے۔ پس اس سلسلہ میں تعلق پیدا کر کے اپنی معرفت اور علم کو بڑھانا چاہئے۔ طالبِ حق کو ایک مقام پر پہنچ کر ہرگز ٹھہرنا نہیں چاہئے ورنہ شیطانِ لعین اَور طرف لگا دے گا اور جیسے بند پانی میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے''۔ کھڑے پانی میں سڑاند پیدا ہو جاتی ہے، کیڑے اس میں پیدا ہو جاتے ہیں، کئی بیماریوں کی وجہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی حالت ہوتی ہے جو ایک جگہ ٹھہر گیا۔ پس ہمارے قدم آگے بڑھتے چلے جانے چاہئیں۔ فرمایا: ''اسی طرح اگر مومن اپنی ترقیات کے لئے سعی نہ کرے تو وہ گر جاتا ہے۔ پس سعادت مند کا فرض ہے کہ وہ طلب دین میں لگا رہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی انسان کامل دنیا میں نہیں گزرا لیکن آپ کو بھی رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا کی دعا تعلیم ہوئی تھی پھر اَور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے۔ جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت میں ترقی کرے گا اسے معلوم ہوتا جاوے گا کہ ابھی بہت سی باتیں حل طلب باقی ہیں۔ بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ میں (اس بچے کی طرح جو اقلیدس کے اشکال کو محض بیہودہ سمجھتا ہے)'' یعنی جیومیٹری کی شکلیں ہیں یا جو مختلف ڈایاگرام (diagram) سائنسدانوں کی طرف سے بنائے جاتے ہیں تو بچہ ان کو لکیریں سمجھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ ایسے لوگ ایسے ہی ہیں جو بچے کی طرح ہیں۔ ان چیزوں کو ''بالکل بیہودہ سمجھتے تھے''۔ فرمایا ''لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت میں ان کو نظر آئے''۔ جب بڑے ہوئے عقل آئی تو یہ پتا لگا اس میں تو بڑی کام کی باتیں ہیں۔ ''اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے ساتھ ہی علم کو بڑھانے کے لئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔ تم نے بہت ہی بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر اس سلسلہ کو قبول کیا ہے''۔ فرمایا بہت سی بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر اس سلسلے کو قبول کیا ہے ''اگر تم اس کی بابت پورا علم اور بصیرت حاصل نہیں کرو گے تو اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوا۔ تمہارے یقین اور معرفت میں قوت کیونکر پیدا ہوگی۔ ذرا ذرا سی بات پر شکوک اور شبہات پیدا ہوں گے اور آخر قدم کو ڈگمگا جانے کا خطرہ ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 193 ایڈیشن 1984ء)

پس بعض لوگ جن کے ایمان ڈگمگاتے ہیں اس لیے کہ وہ علم میں ترقی نہیں کرتے یا اپنی من گھڑت تشریحیں اور توجیہیں کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر ہم دینی علم کی طرف توجہ دیں تو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان میں بھی ہم ترقی کریں گے اور اسلام اور احمدیت کی سچائی پر بھی ایمان میں ہم بڑھنے والے ہوں گے۔ اپنے بچوں کی ایمان کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور اس طرف بھی بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر میری بیعت کی ہے تو مجھے حَکم اور عدل تسلیم کرو۔ اس بات پر یقین رکھو کہ جو بات میں کہوں گا خدا تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کی تعلیم کے مطابق کہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص راہنمائی سے کہوں گا۔ پس آپؑ نے فرمایا کہ اپنے ایمان کی یہ حالت پیدا کرو کہ حکم اور عدل کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔

فرمایا کہ ''جو شخص ایمان لاتا ہے اسے اپنے ایمان سے یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہئے۔ نہ یہ کہ وہ پھر ظن میں گرفتار ہو۔ یاد رکھو ظن مفید نہیں ہو سکتا''۔ بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ''خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (یونس:37)'' یقیناً ظن حق سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ حق بہرحال حق ہے۔ بدظنیاں پیدا کرنے سے حق چھپ نہیں سکتا۔ ''یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بامراد کر سکتی ہے''۔ فرمایا ''یقین کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہر بات پر بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گزار سکے''۔ اگر دنیاوی باتوں میں تم بدظنیاں کرنے لگو۔ وہیں سے مثال دیکھ لو۔ ''وہ پانی نہ پی سکے کہ شاید اس میں زہر ملا دیا ہو۔ بازار کی چیزیں نہ کھا سکے کہ ان میں ہلاک کرنے والی کوئی شئے ہو۔ پھر کس طرح وہ رہ سکتا ہے۔ یہ ایک موٹی مثال ہے''۔ جن کو وہم کی بیماری ہوتی ہے وہ تو اس طرح سوچ سوچ کے اپنی زندگی اجیرن کر لیتے ہیں۔ روحانی امور میں بھی یہی چیز دیکھنی چاہیے کہ ایسی بدظنیاں پیدا نہ ہوں۔ فرمایا ''اسی طرح پر انسان روحانی امور میں اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اب تم خود یہ سوچ لو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود حکم عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کا فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہو گا لیکن اگر تم نے سچے دل

اگر ہم نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں تو ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں، اپنے مقصد کو پورا کرنے والے ہیں۔ ورنہ قابل فکر حالت ہے

جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اَور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا

سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حکم ہے تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ ﷺ کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنے والے ٹھہرو۔ رسول اللہ ﷺ کی شہادت کافی ہے وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ وہ حکم عدل ہوگا۔ اگر اس پر تسلی نہیں ہوئی تو پھر کب ہوگی۔ یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہو سکتا کہ ایمان بھی ہو اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں۔ میں اگر صادق نہیں ہوں تو پھر جاؤ اَور صادق تلاش کرو اور یقیناً سمجھو کہ اس وقت اَور صادق نہیں مل سکتا اور پھر اگر دوسرا کوئی صادق نہ ملے اور نہیں ملے گا تو پھر میں اتنا حق مانگتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو دیا ہے۔ جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں انہوں نے مجھے شناخت نہیں کیا اور جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اَور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ معاصرت بھی رتبہ کو گھٹا دیتی ہے۔ اس لئے حضرت مسیحؑ کہتے ہیں کہ نبی بےعزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ان کو اہل وطن سے کیا کیا تکلیفیں اور صدمے اٹھانے پڑے تھے۔ سو یہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایک سنّت چلی آتی ہے ہم اس سے الگ کیونکر ہو سکتے ہیں''۔ نبیوں کی مخالفت ہوتی ہے۔ اگر ہمارے سے ہو رہی ہے تو یہ تو کوئی ایسی بات نہیں۔ ''اس لئے ہم کو جو کچھ اپنے مخالفوں سے سننا پڑا یہ اسی سنت کے موافق ہے مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (الحجر:12)'' کہ کوئی رسول ان کے پاس نہیں آتا مگر وہ اس سے تمسخر کرتے ہیں۔ ''افسوس اگر یہ لوگ صاف نیّت سے میرے پاس آتے تو مَیں ان کو وہ دکھاتا جو خدا نے مجھے دیا ہے اور وہ خدا خود ان پر اپنا فضل کرتا اور انہیں سمجھا دیتا مگر انہوں نے بخل اور حسد سے کام لیا اب میں ان کو کس طرح سمجھاؤں''۔

اب بھی ایک سو تیس بتیس سال ہونے لگے ہیں یہ لوگ نشانات دیکھ کے بھی سبق حاصل نہیں کرتے۔ فرمایا ''جب انسان سچے دل سے حق طلبی کے لئے آتا ہے تو سب فیصلے ہو جاتے ہیں لیکن جب بدگوئی اور شرارت مقصود ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا''۔ فرماتے ہیں کہ ''... حجج الکرامہ میں ابن عربی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مسیح موعود جب آئے گا تو اسے مفتری اور جاہل ٹھہرایا جائے گا اور یہاں تک بھی کہا جاوے گا کہ وہ دین کو تغیر کرتا ہے۔ اس وقت ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اس قسم کے الزام مجھے دیئے جاتے ہیں ان شبہات سے انسان تب نجات پا سکتا ہے جب وہ اپنے اجتہاد کی کتاب ڈھانپ لے اور اس کی بجائے وہ یہ فکر کرے کہ کیا یہ سچا ہے یا نہیں۔ بعض امور بیشک سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں لیکن جو لوگ پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں وہ حسن ظن اور صبر اور استقلال سے ایک وقت کا انتظار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اصل حقیقت کو کھول دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے وقت صحابہ سوال نہ کرتے تھے بلکہ منتظر رہتے تھے کہ کوئی آ کر سوال کرے تو فائدہ اٹھاتے تھے ورنہ خود خاموش سر تسلیم خم کئے ہوئے بیٹھے رہتے اور جرأت سوال کی نہ کرتے تھے۔ میرے نزدیک اصل اور اسلم طریق یہی ہے کہ ادب کرے۔ جو شخص آداب النبی کو نہیں سمجھتا اور اس کو اختیار نہیں کرتا اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ ہلاک نہ کیا جائے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 73 تا 75 ایڈیشن 1984ء)

یہ آپؑ اپنے زمانے کی باتیں کر رہے ہیں جب لوگ آپؑ کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔ آج آپؑ کی کتابوں کو دیکھ کے بھی، پڑھ کے بھی اور دلائل سن کے بھی اس قسم کی باتیں ہی لوگ کرتے ہیں۔ فرمایا یہ شخص آداب النبی کو نہیں سمجھتے اور یہی اندیشہ ہے کہ وہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ پس مسلمان تو اپنی بدقسمتی کی وجہ سے یہ پیغام سننے اور سمجھنے میں بڑی حیل وحجّت کرتے ہیں اور ان کی حالتِ زار بھی ان کو اس طرف متوجہ نہیں کرتی کہ دیکھیں کہ کیا وجہ ہے ہماری یہ جو حالت ہوئی ہوئی ہے من حیث القوم ہم کیا بن رہے ہیں۔ زمانہ بھی ہے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیاں بھی پوری ہو رہی ہیں تو کم از کم آنے والے موعود کو تلاش تو کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر مَیں نہیں تو کوئی اَور لیکن تمہیں اَور کوئی نہیں ملے گا۔ لیکن دنیا میں پڑ کر سب بھول رہے ہیں لیکن ہمارا کام پھر بھی یہ ہے کہ ان کو بچانے کی کوشش کریں اور مسیح موعودؑ کا پیغام ہر ایک تک پہنچائیں اور صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ ہر فرد تک چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہے یا لامذہب ہے یہ پیغام پہنچائیں۔ ابھی تو بہت کام ہمارا کرنے والا ہے۔ جرمنی میں جماعت کو سو سال پورے ہونے پر بھی ہم جرمنوں تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچا سکے۔ پس اس لحاظ سے بھی جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اسلام کا پیغام پہنچانے اور تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ''اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں۔ ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو دوسرے یورپ پر اتمام حجّت کریں۔ عرب پر اس لئے کہ اندرونی طور پر وہ حق رکھتے ہیں۔ ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہوگا کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ خدا نے کوئی سلسلہ قائم کیا ہے''۔

آج بھی حقیقت ہے ہر عرب تک ہمارا پیغام نہیں پہنچا باوجودیکہ پہلے زمانے کے لحاظ سے کوششیں بہت بڑھ چکی ہیں۔ اگر پہنچا ہے تو مخالفین کے ذریعہ سے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کا استہزا کر کے قادیانی کے نام سے ہمیں پکار کر ہمیں دنیا میں یا اپنے لوگوں میں متعارف کرایا ہے اور ہر جھوٹ اور من گھڑت کہانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کو بتائی ہے۔ ایک طرف کا پیغام ان کو پہنچا ہے۔ اگر تعارف ہے تو مخالفین

اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں۔ ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو دوسرے یورپ پر اتمام حجّت کریں

ہمارے بعض لوگ اور نوجوان ان کی اس ترقی سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ... انہیں بتائیں کہ تم جس طرف جا رہے ہو یہ صرف تباہی ہے اور کچھ نہیں ہے

کے ذریعے سے لیکن ہمارے ذریعے سے تعارف اچھی طرح ابھی نہیں ہوا۔

بہرحال فرمایا: ''اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ان کو پہنچائیں اگر نہ پہنچائیں تو معصیت ہوگی۔ ایسا ہی یورپ والے حق رکھتے ہیں کہ ان کی غلطیاں ظاہر کی جاویں کہ وہ ایک بندہ کو خدا بناکر خدا سے دور جاپڑے ہیں۔ یورپ کا تو یہ حال ہوگیا ہے کہ واقعی اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ کا مصداق ہوگیا ہے''۔یعنی وہ زمین کی طرف جھک گئے ہیں۔سوائے دنیاداری کے عام طور پر لوگوں میں کسی چیز کی پروانہیں ہے۔ ہمارے بعض لوگ اور نوجوان ان

ہم نے دنیا کمانے کے لیے احمدیت قبول نہیں کی بلکہ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کے لیے احمدیت قبول کی ہے

کی اس ترقی سے متاثر ہوجاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ انہیں بتائیں کہ تم جس طرف جارہے ہو یہ صرف تباہی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ متاثر ہونے کی ضرورت نہیں۔ہمیں تبلیغ کرنی چاہیے۔فرمایا ''طرح طرح کی ایجادیں صنعتیں ہوتی رہتی ہیں''،مغربی ممالک میں ترقی یافتہ ملکوں میں۔ ''اس سے تعجّب مت کرو کہ یورپ ارضی علوم وفنون میں ترقی کر رہا ہے''۔ اِمپریس (Impress) نہ ہو جاؤ کہ یہ ترقی ہو رہی ہے۔ ''یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آسمانی علوم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں تو پھر زمین ہی کی باتیں سوجھا کرتی ہیں۔ یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ نبی

ہم یہ دعویٰ لے کر اٹھے ہیں کہ ہم نے دنیا کے دل جیتنے ہیں۔ اس دنیا کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کرنا ہے

بھی کَلیں بنایا کرتے تھے''۔ پرزے بنایا کرتے تھے ''یا ان کی ساری کوششیں اور ہمتیں ارضی ایجادات کی انتہا ہوتی تھیں''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 253-254-ایڈیشن 1984ء)

پس یہ بات ہے جو ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں گڑ جانی چاہیے کہ ہم نے دنیا کمانے کے لیے احمدیت قبول نہیں کی بلکہ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کے لیے احمدیت قبول کی ہے اور یہ پیغام ہم نے دنیا والوں کو پہنچانا بھی ہے۔ یہی چیز ہے جو ہماری دنیا و آخرت سنوارنے والی ہوگی۔

آپؑ اپنے آنے کی غرض اور مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میرے آنے کی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ توحید، اخلاق اور روحانیت کو پھیلاؤں۔توحید سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہی کو اپنا مطلوب، مقصود اور محبوب اور مطاع یقین کر لیا جاوے۔موٹی موٹی بت پرستی اور شرک سے لے کر اسباب پرستی کے شرک اور باریک شرک اپنے نفس کو بھی کچھ سمجھ لینے تک دور کر دیا جاوے''۔ ہر بات میں اپنے نفس کا بھی شرک شامل نہ ہو۔کسی باریک سے باریک چیز کا بھی شرک شامل نہ ہو، یہ توحید ہے۔ ''جس میں دنیا گرفتار ہے'' آج کل اس سے بچنا ہے ''اور اخلاق سے مراد یہ ہے کہ جس قدر قویٰ انسان لے کر آیا ہے ان کو اپنے محل اور موقع پر خرچ کیا جاوے۔ یہ نہیں کہ بعض کو بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور بعض پر بہت زور دیا جاوے۔مثلاً اگر کوئی ہاتھ کو بالکل کاٹ دے تو کیا اس سے کوئی خوبی پیدا ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ سچے اور کامل اخلاق یہی ہیں کہ جو قوتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں ان کو اپنے محل پر ایسے طور سے خرچ کیا جاوے کہ جس میں افراط اور تفریط پیدا نہ ہو۔ افراط یہ ہے کہ مثلاً جس کو قوتِ شامہ میں افراط ہو تو حِدّت الحِس کی مرض ہو جاوے گی'' یعنی اس انسان کی سونگھنے کی حِس اگر تیز ہوجائے تو انسان کے لیے ایک مشکل کھڑی ہو جاتی ہے۔بعض لوگوں کی خوشبو کی حس تیز ہو جاتی ہے اس کی وجہ سے ان کو تکلیف شروع ہو جاتی ہے سر درد شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اَور دوسری خوشبوئیں ہیں ان کی وجہ سے بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو یہی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اعتدال میں رکھے اور ہر مرض سے بچائے روحانی مرض سے بھی۔ فرمایا تفریط یہ ہے۔ افراط تو حِدّت الحِس کی مرض ہو جاوے گی ''اور پھر اس سے اَور امراض شدیدہ پیدا ہو جاتے ہیں''۔ بیماریاں بڑھتی ہیں۔ ''تفریط یہ ہے کہ اس کی حس بالکل مفقود ہوجاتی ہے اور اعتدال یہ ہے کہ دونوں اپنے اپنے محل اور مقام پر رہیں اور یہی وہ درجہ اور مقام ہے جہاں اخلاق اخلاق کہلاتے ہیں اور اسی کو میں قائم کرنے آیا ہوں''۔ درمیانہ رستہ اختیار کرنا چاہیے اور اعلیٰ اخلاق جن کا اسلام میں حکم ہے ان کو کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

فرمایا ''روحانیت سے مراد وہ آثار اور علامات ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا ہونے پر مترتب ہوتے ہیں اور یہ کیفیتیں ہیں جب تک پیدا نہ ہوں انسان سمجھ نہیں سکتا مگر اصل غرض یہی ہیں''۔

(ملفوظات جلد2صفحہ 297 ایڈیشن 2022ء)

پس یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں ایک ایسا انسان بناتی ہیں جو حقیقی مومن ہے۔ پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس معیار پر ہیں کہ ہمارا مقصود و مطلوب اور سب سے زیادہ محبوب خدا تعالیٰ کی ذات ہو۔ اگر یہ نہیں تو ہم ابھی اپنے ایمان کے کمزور درجے پر ہیں۔

پس جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر ہماری ہر دنیاوی خواہش بے حقیقت ہے کہ نہیں، اس کی ضرورت ہے۔ اگر یہ ہو گا تو تبھی ہم مسجدوں کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اسی طرح جب ہم مسجدیں بنا رہے ہیں تو ان کو آباد کرنے کی بھی ایک فکر ہونی چاہیے۔ پس ہر احمدی کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ توحید کا کس حد تک اس کے دل میں زور ہے، شوق ہے، جذبہ ہے۔ اسی طرح اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہے تو ہر احمدی سے ہونا چاہیے۔ یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو ہمارا پیغام پہنچانے میں بڑا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرسکتے ہیں۔مختلف مساجد کے افتتاح میں جب میں جاؤں تو جو احمدیوں کے واقف لوگ ہیں وہ اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ احمدیوں کے اخلاق اچھے ہیں لیکن ایک کمی میں نے دیکھی ہے۔ یہ اچھے اخلاق دکھاکر پھر اسلام اور احمدیت

کا تعارف صحیح طور پر نہیں کرایا جاتا۔ اگر یہ تعارف کروایا جائے تو پھر ہی ہم جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا احمدیت اور اسلام کا صحیح پیغام یورپ کے لوگوں تک، اس ملک کے لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں۔

اسی طرح اعلیٰ اخلاق کا اظہار آپس کے تعلقات میں بھی ہونا چاہیے۔ صرف یہ نہیں کہ غیروں کے لیے۔ ان کو تو اعلیٰ اخلاق دکھا دیے اور گھر میں اور اپنے معاشرے میں ایک فساد برپا ہو۔ پس یہ باتیں ہیں جن کو ہمیں اخلاق کے حوالے سے اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ یہی اعلیٰ اخلاق ہیں جن کے پیدا کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آئے تھے اور پھر فرمایا کہ روحانیت کے معیار کا نتیجہ تب مترتب ہوتا ہے، تب ظاہر ہوتا ہے، تب اس کا پتا چلے گا کہ روحانیت پیدا ہوئی ہے جب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے۔ اپنوں اور غیروں کو ایک حسن ہمارے اندر نظر آ رہا ہوگا۔ ہمارے بچے ہمارے سے سبق لینے والے ہوں گے تبھی ہم کہہ سکیں گے کہ ہم یہ معیار حاصل کرنے والے ہیں۔

امیر صاحب جرمنی گذشتہ دنوں مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ ہمارا اگلی صدی کا ٹارگٹ کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ جن چند باتوں کا میں نے ذکر کیا ہے، یہ ساری باتیں نہیں ہیں چند باتیں ہیں جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔ کیا یہ ہم نے اس گزری ہوئی صدی میں حاصل کر لیا ہے؟ کیا ہمارا خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا ہو گیا ہے؟ کیا ہماری نمازوں کے اعلیٰ معیار قائم ہو گئے ہیں؟ کیا ہم نماز کے اوقات میں دنیاوی کاموں کو چھوڑ کر نماز کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں یا صرف مسجدیں بنانے پر ہی زور ہے؟ کیا ہم قرآنِ کریم کی تلاوت میں باقاعدہ ہیں؟ کیا ہم قرآنی احکامات کو تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کو دین سے جوڑنے کے لیے بھرپور کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہمیں صرف اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم کی فکر ہے یا ان کی دین کی بھی فکر ہے۔ کیا ہمارے اعلیٰ اخلاق آپس کے تعلقات میں وہ معیار حاصل کر چکے ہیں جو رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (الفتح:30) کا نظارہ ہمیں دکھائیں؟ کیا اعلیٰ اخلاق کے نمونے غیروں پر ظاہر کر کے انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے ہم آگاہ کر رہے ہیں یا صرف کہیں اعلیٰ اخلاق دکھا کر ہم یہ بتا رہے ہیں کہ ہم پُرامن لوگ ہیں؟ بہت سی جگہوں پر جب مجھے غیروں سے کچھ کہنے کا موقع ملا تو اکثر لوگوں نے یہی کہا ہے کہ ہمیں اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کا پہلی دفعہ علم ہوا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے تعلقات اور اخلاق اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے استعمال نہیں کر رہے جس طرح کرنے چاہئیں۔ لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کرنے کا کیا فائدہ ہے جب اس سے اسلام کی تعلیم کا تعارف ہی لوگوں میں نہ ہو۔

پس پہلے یہ جائزہ لیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیاروں کو کس حد تک ہم نے حاصل کر لیا ہے۔ اگر حاصل کر لیا ہے جو میرے نزدیک ابھی حاصل نہیں ہوا اور خود اپنے جائزے سے ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا، میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔ تو پھر اگلی صدی کا نیا ٹارگٹ کیا ہے!

اگلی صدی کا ٹارگٹ یہی مختصر لائحہ عمل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں مَیں نے بیان کیا ہے۔ ہم یہ دعویٰ لے کر اٹھے ہیں کہ ہم نے دنیا کے دل جیتنے ہیں۔ اس دنیا کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کرنا ہے۔ دنیا کو آنحضرت ﷺ کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے۔ پس اس حوالے سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور ایک نئے عزم کے ساتھ جرمنی کی جماعت احمدیہ کو نئی صدی میں داخل ہونا چاہیے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو بھی یہ نصیحت کرتے رہیں گے اور ان کی اس طرح تربیت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی یہ جاگ ایک نسل سے دوسری نسل میں لگتی چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن 22 ستمبر 2023ء)

تیرے مسرورؔ نے آ کے مجھے مسرور کیا

دل میں اک کرب کا طوفان بپا ہے، اُس کو
ضبطِ تحریر میں لانا ہو تو کیسے لاؤں
حرف و معنی سے شناسائی نہیں ہے، کیسے
اُس کو حلقہ زنجیرِ بیاں پہناؤں
مَیں گنہگار و سیہ کار کہاں اور کہاں
تیرا رُتبہ، تری ہستی، ترا منصب، ترا نام
تُو کہ اللہ کا انعام تھا دنیا کے لیے
آج دنیا تجھے روتی ہے مرے پیارے امام
تری ہر بات تھی پیغام رسولِ عربیؐ
تری ہر سانس میں موجود تھے گُلہائے دُرود
تُو کہ تھا طوطیٔ بستانِ محمدؐ تجھ پر
جانے کیوں لگتی رہیں، ایک نہیں لاکھوں قیود
بارہا مہدیٔ موعود کہا کرتے تھے
''ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام''
تُو بھی ہے حلقہ بگوش شہِ بطحاؐ طاہرؔ
مَیں بھی ہوں شاہِ عربؐ ہی کے غلاموں کا غلام
دل میں اِک ٹیس سی اٹھی تھی کہ جس نے پیارے
شعر کہنے پہ مرے ذہن کو مجبور کیا
مَیں کہ تھا خستہ و پامال تری فرقت میں
تیرے مسرورؔ نے آ کے مجھے مسرور کیا

(محمود الحسن، راولپنڈی)

مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی

تقریر برموقع جلسہ جرمنی 2023ء

جماعت احمدیہ جرمنی پر افضالِ الٰہی کا تذکرہ

قسط دوم

پہلے پچاس سال تو بنیاد بنانے اور آئندہ ترقیات کے لئے راہ ہموار کرنے میں گزرے۔تقریباً پچاس سال قبل جماعت احمدیہ جرمنی کی ترقیات کے سفر میں تیزی آنا شروع ہوئی۔ آج سے چالیس پچاس سال پہلے یہاں جرمنی میں ہمارے کیا حالات تھے۔ہم کہاں کھڑے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کہاں پہنچ چکے ہیں۔زمین آسمان کا فرق ہے۔ان موجودہ ترقیات کا اندازہ ہمارے وہ بھائی بخوبی کر سکتے ہیں جو پچھلے 40، 50 سالوں سے یہاں ہیں اور انہوں نے جماعت احمدیہ جرمنی کو ترقی کی غیرمعمولی منازل طے کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔آج بھی ان کی آنکھوں کے سامنے اس کمزور حالت کی تصویر ہوگی جب ہمارے پاس وسائل انتہائی محدود تھے۔

1928ء کی مجلس مشاورت کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد نور سے متصل ایک بڑ کے درخت کے نیچے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”ہم بڑ کے درخت کے نیچے یہ مشورے کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں کہ دنیا کو کس طرح فتح کیا جائے... آج کے منظر کی تصویر اگر لے لی جائے اور اُسے کوئی آج سے چھ سات سو سال بعد شائع کرے تو اس وقت کے لوگ انکار کریں گے کہ یہ ہمارے بڑوں کی حالت کی تصویر ہے۔وہ کہیں گے، ہم نہیں مان سکتے کہ وہ ایسے کمزور تھے“۔

(الفضل قادیان مورخہ 17 اپریل 1928ء صفحہ 5)

جماعت احمدیہ جرمنی کی ترقی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ 1982ء تک جرمنی میں صرف دو مشن ہاؤسز کام کر رہے تھے ایک ہمبرگ میں اور دوسرا فرانکفرٹ میں۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں کی تعداد لوکل امارتوں کے حلقوں سمیت 292 ہو چکی ہے۔ 8 افراد سے شروع ہونے والی جماعت خدا کے فضل سے 54 ہزار نفوس سے تجاوز کر کے یورپ کی سب سے بڑی جماعت بن چکی ہے۔ جوں جوں افراد جماعت کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ذیلی تنظیمیں بھی قائم ہوتی گئیں۔

پاکستان کے بعد سب سے زیادہ واقفین نو جرمنی میں ہیں۔اس وقت ہمارے واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کی تعداد خدا کے فضل سے 10 ہزار سے زیادہ ہے۔

اسی طرح پاکستان اور بھارت کے بعد سب سے زیادہ موصیان جرمنی میں ہیں۔اس وقت جرمنی میں موصیان کی تعداد 14459 ہے۔ 50 فیصد چندہ دہندگان کو نظامِ وصیت میں شامل کرنے کا ٹارگٹ جماعت جرمنی نے اللہ کے فضل سے 2007ء میں حاصل کر لیا تھا۔ اب ہمارا ہدف ہے کہ جرمنی کی تجنید میں پندرہ سال سے زائد عمر کے کل افراد کا 50 فیصد حصّہ نظام وصیت میں شامل کیا جائے۔ 71 فیصد تک یہ ٹارگٹ بھی ہم نے حاصل کر لیا ہے، الحمدللہ۔

ایک وہ وقت تھا جب روزمرہ کے بنیادی اخراجات کے لئے جماعت جرمنی کے پاس وسائل نہ تھے۔مکرم فضل الٰہی انوری صاحب مسجد نور میں شدید سردی کے باوجود ہیٹنگ اس وقت چلاتے جب مسجد میں کسی مہمان نے آنا ہوتا۔ورنہ چادر یا کمبل اوڑھ کر گزارا کرتے۔آج مالی لحاظ سے یورپ کی سب سے مستحکم جماعت جرمنی ہے جس کا بجٹ 40 ملین یورو سے تجاوز کر چکا ہے۔ تحریکِ جدید میں سب سے زیادہ قربانی کی توفیق بھی جماعت احمدیہ

جرمنی کو مل رہی ہے۔ وقفِ جدید میں بھی ہماری قربانی خدا کے فضل سے مثالی ہے۔

یورپ میں بڑے بڑے ممالک ہیں لیکن سو مساجد کا ٹارگٹ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جرمن جماعت کو دیا۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ جرمنوں نے یورپ میں سب سے پہلے مسلمان ہونا ہے اور پھر سارے یورپ کو آنحضرت ﷺ کے پرچم کے نیچے جمع کرنا ہے۔ آئندہ یہاں ترقیات کی رفتار میں ہزاروں گنا اضافہ ہونے والا تھا اور مساجد کی تعمیر کے ذریعہ سے اس روحانی انقلاب کی تیاری ہو رہی ہے۔ چنانچہ 100 مساجد سکیم کے تحت اس وقت تک کل 83 مساجد تعمیر ہو چکی ہیں یا پھر تعمیر کے مراحل میں ہیں۔ جلد ہم نے ان شاءاللہ سو کی تعداد پوری کرنی ہے۔ سو مساجد فنڈ میں ہر سال تقریباً ساڑھے پانچ ملین یورو کی قربانی کرنے کی توفیق جرمنی کے احمدیوں کو مل رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ جرمنی کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

''ان شاءاللہ جرمنی یورپ کا پہلا ملک ہو گا جہاں کے سو شہروں یا قصبوں میں ہماری مساجد کے روشن مینار نظر آئیں گے اور جس کے ذریعہ سے اللہ کا نام اس علاقے کی فضاؤں میں گونجے گا جو بندے کو اپنے ربّ کے قریب لانے والا بنے گا''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 16/ جون 2006 الفضل انٹرنیشنل 7 تا 13 جولائی 2006ء صفحہ 6)

جرمنی کی کل آبادی کا پانچ فیصد مسلمانوں پر مشتمل ہے اور ہم احمدی مسلمانوں کی آبادی کا ایک فیصد ہیں جہاں تک مساجد کی تعمیر کا تعلق ہے جرمنی میں کل مساجد کا 50 فیصد تعمیر کرنے کی توفیق اللہ کے فضل سے ہمیں ملی ہے۔ جو کہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ دوسرے فرقوں کے مسلمان ہم سے پوچھتے ہیں کہ تم لوگ تو ایک فیصد ہو پھر بھی سب فرقوں سے زیادہ ترقی کر رہے ہو، اس کے پیچھے راز کیا ہے۔ ہم ان کو بتاتے ہیں کہ یہ سب ترقیات خلافت کی بدولت ہیں۔ جب ہم خلافت کی اطاعت میں کوئی کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں غیر معمولی برکت عطا فرماتا ہے۔

فلائیرز کی تقسیم

پچھلے 10 سالوں میں جرمنی بھر میں کل 72 ملین تبلیغی فلائیرز تقسیم ہوئے اور اس طرح اسلام احمدیت کا پیغام جرمنی کے طول و عرض میں پہنچا۔ پہلے مرحلہ میں ہم نے امن کا پیغام دیا اور یہ مرحلہ مکمل ہو چکا ہے اور جرمنی کے تقریباً 100 فیصد حصّے تک پیغام پہنچا چکے ہیں جبکہ دوسرے مرحلہ میں ہم نے یہ پیغام دیا کہ مسیح موعودؑ تشریف لا چکے ہیں اور اس مرحلہ میں جرمنی کے 55 فیصد حصہ تک رسائی ہو چکی ہے۔ اس بابرکت کام میں 15000 افراد جماعت نے حصہ لیا 7961 ٹیمیں بھجوائی گئیں اور 74820 مقامات پر فلائیرز تقسیم ہوئے۔ تین ملین کلومیٹر سے زائد کا سفر کیا گیا۔ صرف اس سال 6 ملین فلائیرز تقسم کئے گئے۔ اس سکیم کی برکت سے اب ہر ماہ تقریباً پندرہ لاکھ لوگ ہماری ویب سائٹ پر آ کر معلومات حاصل کر رہے ہیں۔

اسی طرح پچھلے 10 سالوں میں 7247 تبلیغی سٹینڈ لگائے گئے۔ 2418 تبلیغی نشستیں منعقد ہوئیں۔ 523 پریس کانفرنسز کا انعقاد کیا گیا۔ 223 بڑی جبکہ 1966 چھوٹی نمائشیں لگائی گئیں۔ 100 شہروں میں بل بورڈ لگائے گئے اور 230 میئرز کے ساتھ ملاقات کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کے ذریعہ ان پروگراموں کی خوب تشہیر کی گئی۔ چنانچہ مختلف ذرائع ابلاغ میں جماعت کا ذکر 2010ء سے 2022ء تک 22148 مضامین اور خبروں کی شکل میں شائع ہوا۔

اس وقت جرمن، عربی اور ترکی زبان میں تین ہاٹ لائنیں (Hot Lines) 24 گھنٹے کام کر رہی ہیں اور سالانہ 30 ہزار فون موصول ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آذربائی جانی، چینی، روسی، یوکرائینی، ازبک اور فارسی کی ویب سائٹس جرمنی سے کام کر رہی ہیں اسی طرح ان زبانوں میں یوٹیوب اور سوشل میڈیا کے چینلز کے ذریعہ بھی احمدیت کا پیغام گھر گھر پہنچ رہا ہے۔ جرمن ریڈیو Stimme des Islams کے ساتھ ساتھ ترکی اور عربی میں بھی ریڈیو کام کر رہے ہیں۔ البانیہ، بوزنیا، میسی ڈونیا، رومانیہ، سلوینا، چیک ریپبلک، سلوا کیا، کروشیا، سربیا، آئس لینڈ، بلغاریہ، ہنگری، مالٹا میں جماعت جرمنی کو اسلام احمدیت کا پودا لگانے کی توفیق ملی اور جرمنی اشاعت اسلام کے کام میں یورپ کی قیادت کرے گا[1] والی حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش پوری ہو رہی ہے۔

روس میں جرمنی کے ذریعہ تبلیغ

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا روس کا دروازہ برلن ہے۔ پس روس میں تبلیغ اسلام کا کام جرمنی کے ذریعہ ہونا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی جامعہ احمدیہ جرمنی کے افتتاح کے موقع پر فرمایا تھا:

''اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب توارد ہے کہ جس سال برلن میں مسجد خدیجہ کا افتتاح ہوا اسی سال جرمنی میں جامعہ کا بھی افتتاح عمل میں آیا ہے اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جامعہ جرمنی سے فارغ ہونے والے مربّیان روس میں پھیلیں گے اور اس کو فتح کر کے آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لے کر آئیں گے''۔

(روزنامہ الفضل 4/ستمبر 2008ء)

حضور انور کی یہ پیشگوئی حیرت انگیز طور پر پوری ہو رہی ہے۔ سابق سوویت یونین کے سات ممالک اسٹونیا، لٹویا، لیتھوینیا، آذربائیجان، آرمینیا، جارجیا اور مالدووا میں جماعت کا پودا لگانے، رجسٹریشن کرانے، مشن قائم کرنے، مبلّغین بھجوانے وغیرہ کے بنیادی کام کرنے کی توفیق جماعت احمدیہ جرمنی کو ملی ہے اور سابق سوویت یونین کے دس ممالک میں جامعہ احمدیہ جرمنی سے فارغ التحصیل مبلغین مصروف عمل ہیں۔

جلسہ سالانہ جرمنی کا آغاز بعہد خلافت ثالثہ 1975ء میں ہوا۔ ہمبرگ میں ہونے والے اس پہلے جلسہ میں 70 کے قریب افراد نے شرکت کی۔ اس کے بعد سے بفضل خدا یہ جلسے باقاعدگی سے منعقد ہو رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ ہمبرگ، فرانکفرٹ، ناصر باغ، من ہائیم، کالسروئے سے ہوتا ہوا اس سال خدا کے فضل سے شٹٹ گارٹ کے وسیع و عریض ہالوں میں منعقد ہو رہا ہے۔ خلفاء احمدیت نے UK کے بعد سب سے زیادہ جرمنی کے جلسوں کو رونق بخشی ہے۔ خلافت کے سایہ تلے ہمارا جلسہ

1- ماخوذ از الفضل 24 جون 1957ء

اس قدر وسعت اختیار کر گیا ہے کہ 2019ء میں ہونے والے جلسہ میں شمع خلافت کے 42 ہزار پروانوں نے شرکت کی اور اس سال توقع ہے کہ 50 ہزار لوگ اس جلسہ میں شامل ہوں گے۔ (چنانچہ اس جلسہ کی حاضری 47ہزار رہی، الحمدللہ۔ ناقل)

ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی اور النصرت کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ النصرت جرمنی میں قائم ہونے والی پہلی اسلامی رفاہی تنظیم ہے۔

KdöR

جرمنی کے دو صوبوں میں جماعت احمدیہ جرمنی کو عیسائیوں کے دو بڑے فرقوں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے برابر حقوق مل چکے ہیں۔ 5 ملین مسلمانوں میں سے کسی اور مسلمان تنظیم کو یہ حق نہیں دیا گیا۔ ان دونوں صوبوں میں سکولوں کے لئے اسلامیات کے نصاب کی تیاری کے عمل میں جماعت کو شامل کیا جاتا ہے۔

جامعہ احمدیہ کا قیام

2008 میں حضور انور کی ہدایت پر جامعہ احمدیہ جرمنی کی بنیاد رکھی گئی۔ 20 اگست 2008ء کو حضور انور نے باقاعدہ اس کا افتتاح فرمایا۔ پہلے یہ بیت السبوح کی عمارت میں تھا پھر Riedstadt میں ایک الگ خوبصورت عمارت تعمیر ہوئی جس کا افتتاح حضور انور نے دسمبر 2012ء میں فرمایا۔ اس موقع پر حضور انور نے فرمایا: ''اس چھوٹے سے شہر سے علم کی ایک روشنی نکل کر سارے یورپ میں پھیلنے والی ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 8 تا 14 مارچ 2013ء)

اس جامعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال مربیان تیار ہو رہے ہیں اور اس وقت تک 122 مربیان فارغ التحصیل ہو چکے ہیں جو جرمنی کے علاوہ دیگر یورپی ممالک میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ حکومت اور دوسرے مسلمان ابھی تک اسی بحث میں لگے ہوئے ہیں کہ امام جرمنی میں تیار ہونے چاہییں۔ جو سوچ دوسروں کو کئی سال بعد آتی ہے خلافت کی برکت سے جماعت اس سے بہت پہلے اس کو عملی شکل دے چکی ہوتی ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں مجموعی طور پر 135 مربیان خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں، الحمدللہ۔ ایک مبلغ سے جرمنی میں تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ پھر ان کی تعداد تین ہوئی اور خلافتِ رابعہ کے دَور میں یہ تعداد بڑھ کر نو ہوگئی۔

روحانی خزائن کا جرمن ترجمہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب کی صورت میں جو روحانی خزانہ چھوڑا ہے اس تک رسائی ملنا بڑی برکت اور سعادت کا باعث ہے۔ جماعت جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہو گیا ہے۔ ان کتب کے علاوہ بھی وسیع لٹریچر جرمن زبان میں مہیا ہے۔

اس سال جو اظہارِ تشکر کا سال ہے 90 سے زائد استقبالیے جرمنی بھر کی جماعتوں میں منعقد ہوئے جن میں بہت سی سیاسی اور سماجی شخصیات نے شمولیت اختیار کی۔ ایک وقت تھا کہ ''ڈچ وزیر اعظم نے بھی ایک موقعہ پر ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ یہاں ان لوگوں کو وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔ ان مبلغین کو چاہیے کہ کسی اور جگہ اپنے وقت صرف کریں''۔ (الفضل 28 جولائی 1948ء صفحہ 6 و خالد مارچ 1348ء ہش) لیکن اب جب ہم انہیں بتاتے ہیں کہ ہم 100 سال سے یہاں موجود ہیں تو وہ حیران ہوتے ہیں اور یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ اب یہ لوگ اس ملک سے جانے والے نہیں۔ ان کی جڑیں یہاں مضبوطی کے ساتھ قائم ہو چکی ہیں۔ جب ہم انہیں اسلام کے زندہ اور حی و قیوم خدا کے بارے میں بتاتے ہیں تو بڑی توجہ اور انہماک سے وہ ہماری باتیں سنتے ہیں۔

جرمنی کے احمدیوں کی سعادت

جماعت جرمنی کو چار خلفائے مسیح موعودؑ سے براہِ راست روحانی فیض حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جرمنی کا دَورہ کیا۔ چھ دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جرمنی تشریف لائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے 21 سالہ بابرکت دَور میں 31 بار سرزمینِ جرمنی کو قدم بوسی کا شرف بخشا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی جماعت جرمنی کو برطانیہ کے بعد سب سے زیادہ فیض حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد تقریباً ہر سال ہی حضور پُرنور جرمنی تشریف لاتے رہے۔ کووِڈ کے علاوہ صرف ایک سال ہے جب کہ جرمنی کے احمدی اپنے پیارے آقا کے دیدار سے محروم رہے۔ ہر دفعہ جب حضور پُرنور جرمنی تشریف لاتے ہیں تو جماعت میں زندگی کی نئی لہر دوڑ جاتی ہے اور ترقیات کی شاہراہ پر نئی منازل طے کرنے کے لئے جرمنی کے احمدیوں میں نیا عزم اور حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ان گنت اور غیر معمولی ترقیات پر ہمارے دل خوشی، مسرّت اور شکر کے جذبات سے لبریز ہیں۔ شکر کا حق ادا کرنے کی ہم میں طاقت نہیں۔

خدایا اے میرے پیارے خدایا
یہ کیسے ہیں تیرے مجھ پر عطایا
اگر ہر بال ہو جائے سخن ور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

خدا کا وعدہ ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو وہ مزید ترقیات سے نوازے گا اور پہلے سے بہت بڑھ کر اپنے افضال کی بارش برسائے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (سورہ ابراہیم:8)

یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہماری کمزوریوں کے باوجود ہمیں ان ترقیات اور کامیابیوں سے نوازا۔ ان کا تذکرہ ہم صرف اور صرف تحدیثِ نعمت کے طور پر کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) یعنی تو اپنے رَبّ کی نعمتوں کا ضرور تذکرہ کرتا رہ۔ پس خدا کی نعمتوں کا ذکر جاری رہنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''عجز و نیاز اور انکسار ... ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیت کریمہ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) نعماء الٰہی کا اظہار بھی از بس ضروری ہے''۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 حصہ دوم بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ زیر سورۃ الضحیٰ آیت 12)

(باقی آئندہ، ان شاء اللہ)

رپورتاژ: نمائندہ خصوصی

آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دن

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2023ء ایک نظر میں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 27؍اگست 2023ء کی شب ساڑھے دس بجے تین سال کے وقفہ کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی کو اپنے وجود باجود سے مستفیض کرنے کے لئے بیت السبوح، فرانکفرٹ میں ورود فرما ہوئے۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسی روز صبح دس بجے قصر خلافت، اسلام آباد(ٹل فورڈ) سے بذریعہ موٹر روانہ ہوئے تھے۔فرانکفرٹ ورود فرما ہونے پر سینکڑوں احباب وخواتین اور بچوں نے ترانوں اور پُرجوش نعروں کے ساتھ حضورانور کا والہانہ استقبال کیا۔اس موقع پر بیت السبوح کو آرائشی دروازے، جھنڈیوں اور مختلف بینرز سے سجایا گیا تھا۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی بیت السبوح میں پہنچ کر رُکی تو مکرم مبشر احمد خواجہ صاحب لوکل امیر فرانکفرٹ نے مربیان سلسلہ مکرم حیدر علی ظفر صاحب اور مکرم مبشر احمد بٹ صاحب کے ہمراہ استقبال کرنے کی سعادت پائی جبکہ امیر جماعت جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مبلغ انچارج جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب، جنرل سیکرٹری جرمنی مکرم جری اللہ خان صاحب اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی مکرم طارق احمد ظفر صاحب بعض دیگر کارکنان کے ہمراہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے فرانس کے ساحل کیلے (Calais) میں پہنچے تھے اور حضورانور کے قافلہ کے ہمراہ فرانکفرٹ پہنچے۔حضور پُرنور نے فرانکفرٹ پہنچنے کے کچھ ہی دیر بعد مسجد بیت السبوح میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔اس طرح سے استقبال کے لئے دور دور سے آئے ہوئے سینکڑوں احباب جماعت نے پیارے آقا کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کی سعادت پائی۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی میں ورود فرما ہونے کے اگلے روز 28 اگست 2023ء کو فلورشٹڈٹ (Florstadt) میں تعمیر ہونے والی ’مسجد مبارک‘ کا افتتاح فرمایا۔اسی طرح مؤرخہ 30 اگست 2023ء کو فرانکفرٹ کے ایک نواحی قصبہ کاربن(Karben) میں تعمیر ہونے والی مسجد صادق کا افتتاح فرمایا۔جمعرات 31 اگست کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی کو اپنے وجود میمنت لزوم سے برکت بخشنے کے لئے جلسہ گاہ Messe Stuttgart تشریف لے گئے اور جلسہ کے اختتام تک جلسہ گاہ میں ہی قیام فرما رہے۔اس دوران حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جمعرات کی شام جلسہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔اسی معائنہ کے دوران حضورانور نے ازراہ شفقت تاریخ احمدیت جرمنی اور اخبار احمدیہ جرمنی کے ویب سائٹس کو لانچ کرکے افتتاح بھی فرمایا۔جلسہ کے پہلے روز نمازِ جمعہ سے قبل لوائے احمدیت لہرایا اور خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے جلسہ کا افتتاح

جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دورۂ جرمنی 2023ء کے اختتام پر وقت وداع اپنے خدام کے درمیان تشریف لائے

فرمایا۔ جلسہ کے دوسرے روز اجلاس اوّل کے دوران لجنہ اماء اللہ کے جلسہ گاہ میں رونق افروز ہو کر خواتین سے خطاب فرمایا اور بعد ازاں پانچ بجے سہ پہر زیرِ تبلیغ مہمانوں کے ایک خصوصی اجلاس میں بزبان انگریزی حضورانور نے خطاب فرماتے ہوئے دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا۔ جلسہ کے آخری روز اجتماعی بیعت کی ایک تقریب ہوئی جس میں نَومبائعین کے ساتھ جملہ حاضرین نے دستی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی جبکہ دنیا بھر میں ایم ٹی اے کے ذریعہ احباب جماعت نے بھی اس میں شمولیت کی۔ اس کے بعد حضورانور نے حاضرین جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کا 47 واں جلسہ سالانہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے بعد سوموار کو حضورانور نے سارا دن بیت السبوح میں بیرونی وفود کے ساتھ ملاقاتیں فرمائیں۔ مؤرخہ 5 ستمبر بروز منگل حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرانکفرٹ سے سوا دو سو کلومیٹر دور ایک شہر وائبلنگن (Waiblingen) میں تعمیر ہونے والی 'مسجد ناصر' کا افتتاح کرنے تشریف لے گئے۔ افتتاح کے بعد حضور نے استقبالیہ تقریب میں بھی شرکت فرمائی۔ حضورانور نے اس دورہ کے دوران فرانکن تھال (Frankenthal) میں 'مسجد نور' کا افتتاح مؤرخہ 9 ستمبر کو فرمایا اور پانچویں 'مسجد خبیر' کا افتتاح مؤرخہ 11 ستمبر 2023ء کو فرانکفرٹ سے 55 کلومیٹر دور فنگ شٹڈٹ (Pfungstadt) میں فرمایا۔

مؤرخہ 8 ستمبر 2023ء کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح فرانکفرٹ میں نماز جمعہ پڑھائی اور اس سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو حسبِ معمول ایم ٹی اے کے ذریعہ اکنافِ عالَم میں نشر ہوا۔ حضورانور نے خطبہ مسجد بیت السبوح میں ارشاد فرمایا جبکہ نماز داعی الی اللہ روم میں تشریف لے جا کر پڑھائی۔ اس طرح سے بیت السبوح کی تمام ممکنہ جگہوں میں زیادہ سے زیادہ احباب وخواتین نماز میں شامل ہوئیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازوں کے بعد بیت السبوح کے مختلف ہالز میں تشریف لے جا کر انتظامات کا جائزہ بھی لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دَوروں کا ایک بڑا مقصد احباب جماعت کے ساتھ ملاقاتیں کرنا بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دَورہ کے دوران بھی حضور کے ساتھ شعبہ امورِ عامہ کے تحت وسیع پیمانہ پر احباب جماعت کی انفرادی واجتماعی ملاقاتوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ شعبہ کی رپورٹ کے مطابق حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس دَورہ کے دوران مجموعی طور پر 293 خاندانوں کے 1027 افراد نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس کے علاوہ اجتماعی ملاقاتوں میں 161 مردوں اور 60 خواتین کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی۔ ان ملاقاتوں کے لئے دید کے تَرسے سینکڑوں کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے گویا اڑتے ہوئے چلے آئے تھے۔ ہر روز دور دراز کے شہروں اور قصبوں بلکہ دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے احباب بیت السبوح میں ملاقات کے انتظار میں بیٹھے دکھائی دیتے تھے۔ گھنٹوں کی مسافت طے کرکے آنے والے چند لمحوں کی ملاقات سے سیراب ہو کر اس طرح تمتماتے چہروں کے ساتھ نکلتے جیسے انہیں دنیا جہاں کی دولتیں اور نعمتیں مل گئی ہوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 10 ستمبر کو کارکنان و رضاکاران ایم ٹی اے جرمنی کی طرف سے تیار کردہ جدید سٹوڈیو کا معائنہ فرمایا اور کارکنان سے سٹوڈیو کے بارہ میں گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں ایم ٹی اے جرمنی سٹوڈیوز کی ٹیم کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس دورہ جرمنی کے دوران مؤرخہ 11 ستمبر 2023ء کو نماز مغرب وعشاء سے قبل ازراہِ شفقت 18 نکاحوں کا اعلان بھی فرمایا اور انہیں مبارکباد دیتے ہوئے ان کی کامیاب اور باثمر زندگیوں کے لئے دعا کی۔ علاوہ ازیں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 29 اگست کو نماز ظہر وعصر سے قبل ایک دوست کی نماز جنازہ حاضر اور تین مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اسی طرح مؤرخہ 5 ستمبر کو نماز مغرب وعشاء سے قبل بھی ایک نماز جنازہ حاضر اور دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

پیارے آقا مؤرخہ 12 ستمبر کو دن کے قریباً پونے گیارہ بجے الوداعی دعا کرانے کے بعد واپسی سفر پر روانہ ہوگئے۔ اس موقع پر سینکڑوں احباب وخواتین بیت السبوح میں اپنے آقا کو الوداع کہنے کے لیے جمع تھے۔ حضورانور بیت السبوح کے استقبالیہ والے دروازے سے باہر تشریف لائے اور اس کے سامنے موجود شعبہ ضیافت کے تیار کردہ موبائل باورچی خانہ کو ملاحظہ فرمانے کے بعد اس کے مفید وبابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔ پھر حضورانور اپنے پروانوں کے درمیان رونق افروز ہوئے اور بیت السبوح کے اس درمیانی مقام پر تشریف لائے جہاں حضور کی گاڑی کھڑی تھی۔ یہاں چند منٹ تک حضور اپنے خدام میں گھل مل کر گفتگو فرماتے رہے۔ حضورانور کے الوداع ہونے کا منظر نہایت جذباتی تھا۔ احباب وخواتین کے لئے اپنے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ ان کی زبانوں پر دعاؤں کا وِرد تھا تو آنکھوں سے محبّت وعقیدت کے آنسو جاری تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

عمر وصحت میں بے پناہ برکت بخشے اور آپ کو اپنے تمام منصوبوں میں کامیاب فرمائے اور ساری جماعت کی طرف سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے، آمین۔

پیارے آقا کے بیت السبوح میں قیام کے دوران سارا دن ہی غیر معمولی رونق رہتی جو نمازوں کے اوقات میں کئی چند ہو جاتی۔ دور دور سے احباب وخواتین اپنے پیارے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے شوق میں چلے آتے۔ خاص مسجد کے ہال میں نماز ادا کرنے کی خواہش میں وقت سے بہت پہلے قطاریں لگ جاتیں۔ سپورٹس ہال بھی کھچا کھچ بھر جاتے تو ہالوں کے باہر کے راستوں پر صفیں بچھا دی جاتیں۔ غرضیکہ ہر جگہ نمازی ہی نمازی ہوتے جن میں بچے بھی شامل ہوتے اور بڑے اور بوڑھے بھی۔ بہت سے احباب اپنے چھوٹے بچوں کو لے کر راستے میں کھڑے ہوتے کہ شاید ایک نگاہ ان کے بچوں پر پڑ جائے۔ بعض معذور احباب نے درخواست کر کے اجازت حاصل کی جنہیں نماز کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے حضور انور نے شرف ملاقات بخشا، ان کی صحت اور بیماری کے بارے میں دریافت فرمایا اور انہیں صحتیابی کی دعا دی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے دوران بیت السبوح میں آنے والے جملہ احباب جماعت کے لئے وسیع پیمانے پر کھانے کا انتظام شعبہ ضیافت کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس شعبہ کی مختلف ٹیموں نے بڑی محنت، مہارت، ذمہ داری اور عمدگی کے ساتھ مختلف مقامات پر مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کرنے کی خدمت سرانجام دی، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے دوران بیت السبوح میں بڑے پیمانے پر حفاظتی انتظامات بھی کئے گئے تھے۔ اس کے لئے مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ فرانکفرٹ کے زیر انتظام ہمہ وقت مختلف ٹیمیں مصروف عمل رہیں اور بڑی ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتی رہیں، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

سیّدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 10 ستمبر 2023ء کو بیت السبوح میں مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

1	عزیزم فیضان طاہر ابن مکرم طاہر احمد صاحب	عزیزہ وجیہہ خان بنت مکرم نصر اللہ خان صاحب (Raunheim)
2	عزیزم افتخار احمد ابن مکرم نثار احمد صاحب (Hanau)	عزیزہ ثمرہ احمد بنت مکرم حنیف احمد صاحب (Hanau)
3	عزیزم کاشف محمود (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم آصف محمود صاحب	عزیزہ تحریم خان بنت مکرم رفیع اللہ خان صاحب (Frankfurt)
4	عزیزم لقمان احمد مبشر ابن مکرم محمد ساجد مبشر (Würzburg)	عزیزہ دانیہ نعیم بنت مکرم نعیم احمد (Heidelberg)
5	عزیزم مشہود احمد ابن مکرم مغفور احمد صاحب (Frankfurt)	عزیزہ کاشفہ احمد بنت مکرم منیر احمد صاحب (Frankfurt)
6	عزیزم نعمان احمد ابن مکرم رمضان محمد صاحب (Wiesbaden)	عزیزہ مائدہ احمد بنت مکرم معظّم احمد صاحب (Montabaur)
7	عزیزم رانا ولید احمد ابن مکرم مجید طاہر احمد صاحب (Viersen)	عزیزہ طیّبہ داؤد بنت مکرم داؤد احمد (Viersen)
8	عزیزم رحمت بشیر جنجوعہ ابن مکرم محمد صالح بشارت جنجوعہ (Düsseldorf)	عزیزہ صوفیہ احمد بنت مکرم عرفان احمد صاحب (Dreieich)
9	عزیزم سچل بلوچ یونس ابن مکرم محمد یونس صاحب (Bochum)	شیزا منیر بنت مکرم عبدالاحد منیر صاحب (Wabern)
10	عزیزم طاہر محمود ابن مکرم طارق محمود صاحب (Berlin)	عزیزہ غزالہ مظفر بنت مکرم مظفر حسین صاحب (ہالینڈ)
11	عزیزم تنزیل شاہ ابن مکرم وسیم رضا شاہ صاحب (Griesheim)	عزیزہ فضّہ شاہ بنت مکرم مبشر احمد صاحب (Rodgau)
12	عزیزم عمر دراز احمد ابن مکرم حمید احمد صاحب (Frankfurt)	عزیزہ سارہ میر متین بنت مکرم میر عبدالمتین صاحب (یوکے)
13	عزیزم اُسامہ افضل ابن مکرم محمد افضل صاحب (Friedberg)	عزیزہ ماریہ گل بنت مکرم منور احمد گل صاحب (Friedberg)
14	عزیزم اُسامہ غفار ابن مکرم عبدالغفار صاحب (Dieburg)	عزیزہ فائزہ خان بنت مکرم احمد نسیم اللہ خان صاحب (Bensheim)
15	عزیزم اُسامہ ظفر خان ابن مکرم ظفر سردار خان صاحب (Frankfurt)	عزیزہ باسمہ شاہد بنت مکرم محمد زبیر شاہد صاحب (سسکاٹون کینیڈا)
16	عزیزم ولید روشن احمد ابن مکرم خالد محمود صاحب (Rüdesheim)	عزیزہ حانیہ احمد بنت مکرم جاوید احمد صاحب (Rüdesheim)
17	عزیزم یاسین کُردان ابن مکرم محمد کُردان صاحب (Osnabrück)	عزیزہ سبوح ناصر بنت مکرم ناصر احمد صاحب (Karben)
18	عزیزم ذیشان دانیال لون ابن مکرم رشید عمران لون صاحب (سویڈن)	عزیزہ صالحہ بشریٰ بنت مکرم منور احمد صاحب (Paderborn)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورہ جرمنی 2023ء کے دوران مندرجہ ذیل مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی

نام	جماعت	تاریخ نماز جنازہ حاضر و غائب
عزیزم سرمد احمد مرحوم ابن مکرم ضیاء اللہ صاحب	Rödelheim	29.08.2023 (حاضر)
مکرم فضل احمد صاحب مرحوم ابن مکرم نور احمد صاحب	الطاف پارک، لاہور	29.08.2023 (غائب)
مکرم محمد ریاض صاحب مرحوم ابن مکرم سادہ خان صاحب	سرگودھا	29.08.2023 (غائب)
مکرمہ فرزانہ مقصود صاحبہ مرحومہ زوجہ مکرم مقصود احمد صاحب	عمر کوٹ	29.08.2023 (غائب)
مکرم محمد اصغر صاحب مرحوم ابن مکرم چودھری فتح محمد سراء صاحب مرحوم	Hannover	05.09.2023 (حاضر)
مکرمہ آصفہ مشہود صاحبہ مرحومہ زوجہ مکرم مشہود احمد صاحب	دارالصدر غربی ربوہ	05.09.2023 (غائب)
مکرم احمد نور صاحب ابن مکرم شیر زمان صاحب	واہ کینٹ راولپنڈی	05.09.2023 (غائب)

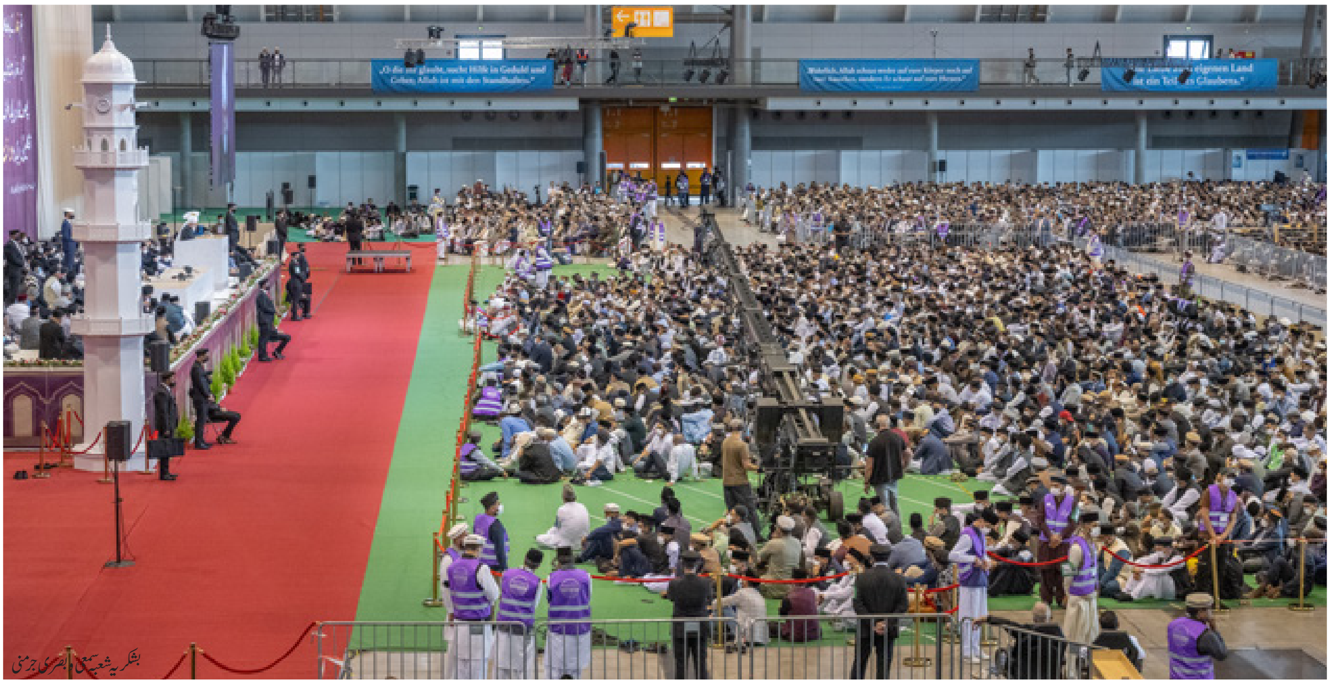

بشکریہ شعبہ سمعی و بصری جرمنی

رپورٹ مرتبہ: صادق محمد طاہر صاحب

احباب سارے آئے تُو نے یہ دن دکھائے

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی 2023ء

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کو یکم تا 3 ستمبر 2023ء اپنا سینتالیسواں [47] جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔

اس جلسہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس تشریف لاکر پیاسی روحوں کو سیراب کرنے کے لیے اپنے دیدار اور خطابات سے نوازا، ثم الحمدللہ۔

ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ یہ جلسہ جماعت احمدیہ جرمنی کے جرمنی میں قیام کے سو سال پورا ہونے پر منعقد ہوا نیز کورونا وبا کے بعد چار سال کے وقفہ سے وسیع پیمانے پر منعقد کیا گیا تھا جس میں جرمنی کے علاوہ دنیا بھر کے احمدی اور غیر از جماعت مہمان شامل ہوکر جلسہ کی برکات سے مستفید ہوئے۔ یہ جلسہ جرمنی کے صوبہ باڈن ورٹمبرگ کے دارالحکومت Stuttgart کے ایئرپورٹ کے بالمقابل ایک وسیع و عریض نمائش گاہ پر منعقد کیا گیا۔ جس میں متعدد وسیع ہال ہیں جہاں مختلف ایام میں عالمی نمائشوں کا انعقاد ہوتا ہے۔

جلسہ کی تیاری یوں تو سارا سال مختلف شعبہ جات کے حوالہ سے جاری رہتی ہے تاہم جلسہ گاہ میں وقارِ عمل کا آغاز جمعہ 25 اگست کو صبح گیارہ بجے کے بعد ایک تقریب کی صورت میں محترم امیر صاحب جرمنی کے زیرِ صدارت ہوا جس میں تلاوت قرآنِ کریم کے بعد افسر جلسہ گاہ مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی، افسر خدمت خلق مکرم طارق احمد ظفر صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، افسر جلسہ سالانہ جرمنی مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب اور امیر جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے رضاکار خدمت گاران کو جلسہ گاہ اور مختلف شعبہ جات کے حوالہ سے اپنے فرائض احسن رنگ میں ادا کرنے کی تلقین اور راہنمائی کی۔

جلسہ کے انتظامات کا معائنہ کرنے کی غرض سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ 31 اگست کو رات قریباً نو بجے مقام جلسہ گاہ پر تشریف لائے جہاں کارکنان نے اپنے پیارے آقا کو اپنے درمیان موجود پا کر خوشی و مسرّت سے نعرے لگائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف شعبہ جات میں جاکر انتظامات کا جائزہ لیا، منتظمین سے بعض سوالات بھی کئے اور راہنمائی فرمائی۔ معائنہ کے دوران تدوین تاریخ کمیٹی جماعت احمدیہ جرمنی کی درخواست پر پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تاریخ احمدیت جرمنی اور اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹس

www.ahmadiyyahistory.de

www.akhbareahmadiyya.de

کا افتتاح فرمایا اور تاریخ سے متعلق نمائش کا معائنہ فرمایا۔

اسی طرح شعبہ تبلیغ کے تحت بھی ایک نمائش لگائی گئی تھی جس میں قرآنِ کریم اور مختلف قومیتوں اور ممالک میں تبلیغ اسلام احمدیت کے حوالہ سے اہتمام کیا گیا تھا۔

اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری تبلیغ جرمنی مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب کو بعض ہدایات سے بھی نوازا۔

سیّدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز معائنہ کے بعد کارکنان جلسہ سے مخاطب ہیں

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم رضوان بیگ صاحب آف یوکے کی طرف سے لگائی گئی القلم نمائش کا بھی معائنہ فرمایا۔ اس نمائش میں قرآنِ کریم کے قدیمی نسخے اور اسلامی تاریخ سے متعلقہ اشیاء و تبرکات رکھے گئے تھے۔

آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لنگر خانہ تشریف لے جاکر کھانے کا معائنہ فرمایا اور کارکنان کا تیار کردہ کیک بھی کاٹا جو بعد میں تبرک کے طور پر کارکنان میں تقسیم کیا گیا۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ میں تشریف لائے جہاں تمام شعبہ جات میں خدمت بجالانے والے کارکنان اپنے آقا کے دیدار اور بیش قیمت نصائح سننے کے منتظر تھے۔ انہوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا والہانہ استقبال کرتے ہوئے فلک شگاف نعرے لگائے۔

کارکنان سے خطاب

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں منعقد ہونے والی تقریب کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم کی سورۃ البقرہ کی آیات 149-150 سے مکرم حافظ اویس احمد قمر صاحب نے کیا جن کا اردو و جرمن ترجمہ مکرم احسان احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ایک لمبے عرصہ کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی کو دوبارہ وسیع پیمانے پر جلسہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ یہاں جگہ کے مسائل رہے ہیں لیکن اللہ نے فضل فرمایا کہ یہ جگہ میسر آگئی اور امید ہے کہ آئندہ جماعت جرمنی والے کوشش کرتے رہیں گے اور کوئی اپنی جگہ بھی تلاش کر لیں گے پھر زیادہ آسانی سے اور آزادی سے فنکشن ہوسکیں گے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں حضورانور کی خواہش اور توقعات کے مطابق ایسی جگہ عطا فرمادے، آمین۔ ناقل)

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جگہ میسر کر دی ہے بڑا وسیع علاقہ ہے اسی وجہ سے کارکنان کی ذمہ داری بھی بڑھ جاتی ہے خاص طور پر سیکیورٹی والوں کو اس وسیع علاقہ کو ہر طرف سے کَور (Cover) کرنا پڑے گا اور احتیاط کرنی ہوگی۔

حضورانور نے فرمایا کہ مسلمانوں سے متعلق آج کل بعض لوگوں میں اچھے خیالات نہیں ہیں تو ان کی وجہ سے پریشانی بھی ہوسکتی ہے یا یہاں کے رہنے والے مسلمان جو جماعت کے خلاف ہیں خود بھی پریشانی کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس لیے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وسیع علاقہ میں سیکیورٹی والوں کو بہت محتاط ہو کے اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دینی ہوں گی۔

حضورانور نے مہمان نوازی کے حوالہ سے فرمایا کہ ایک لمبے عرصہ کے بعد آپ کو وسیع پیمانے پر مہمان نوازی کا موقع مل رہا ہے۔ کھانا پکانے والے تو کھانا پکادیں گے اور مجھے اُمید ہے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ وہ اس میں کسی قسم کی کنجوسی نہیں کریں گے اور جو اندازہ ہے اسی کے مطابق کھانا پکتا رہے گا اور ہر ایک کو کھانا میسر آجائے گا لیکن جو سروس کرنے والے ہیں جو کھانا کھلانے والے ہیں ان کا کام ہے خوش اخلاقی سے ہر ایک کو کھانا پیش کریں اور کسی قسم کی بدمزگی نہیں ہونی چاہیے۔ حضور پُرنور نے جملہ کارکنان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

یوکے کے جلسہ پر مَیں نے کارکنان کو کہا تھا کہ ہر کارکن کا فرض ہے کہ ہمیشہ مسکراتا رہے اور یہی بات مَیں آپ کو بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں ہر کارکن کا فرض ہے کہ مسکراتے ہوئے، آرام سے اور پیار سے آنے والے مہمانوں سے بات کرے۔ بعض مرتبہ ایسے حالات پیدا ہوجاتے ہیں جس میں بدمزگی کا اندیشہ ہوتا ہے لیکن اس میں پھر کارکنان صبر اور تحمل اور خوش خلقی کا مظاہرہ کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکیورٹی کے حوالہ سے فرمایا:

سیکیورٹی کے معاملہ پر میں نے پہلے بات کی تھی، اب عورتوں کے حوالہ سے بھی کہہ دوں۔ یہاں بھی آپ نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا ہے۔ بیت السبوح میں نمازوں اور ملاقاتوں کے دوران لوگ آتے رہے، وہاں چیکنگ ہورہی تھی تو ایک شکایت مجھے پہنچی، ایک عورت کہتی ہے مجھے دھکا دیا اور چیک کرنے والی عورت صحیح طرح پیش نہیں آئی۔ تو اس بات کا خیال رکھیں کہ نظر بھی رکھنی ہے، احتیاط بھی کرنی ہے، اپنے کام پر پوری طرح توجہ بھی دینی ہے لیکن ساتھ ہی اخلاق بھی اچھے ہونے چاہئیں۔ چیک بھی کریں تو نرمی، پیار اور محبّت سے کریں اور کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دیں۔

حضورانور نے تیاری کرنے والوں کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی جو تیاری ہوئی ہے، اس نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ خوف کہ چار سال کے عرصہ کے وقفہ سے جو وسیع پیمانے پر تیاری کا ایک خوف تھا کہ شاید نہ ہو سکے، یہ دور ہوگیا اور والنٹیئرز نے، خدام، انصار اور جماعت کے افراد نے مل کر جلسہ گاہ کو جلسہ کے لیے تیار کر دیا۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اپنا کام بھولے نہیں اور آئندہ آنے والے اور وہ بچے جو اب جوان ہو رہے ہیں وہ بھی آپ سے سیکھیں گے۔ یہ جو کام کرنے والی روح ہے، ہنگامی اور ایک جذبہ سے کام کرنے کی روح، جماعت کی خاطر کام کرنے کی روح یہ آئندہ نسلوں میں بھی جذب ہوتی چلی جائے گی۔

پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آخر میں دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پرچم کشائی کے بعد دعا کروا رہے ہیں

فرمائے کہ جس کی جو کوئی بھی ڈیوٹی ہے، چاہے وہ پارکنگ کی ہے، تربیت کی ہے اور مختلف شعبہ جات ہیں، ہر جگہ اپنی بھرپور صلاحیت کے ساتھ ڈیوٹی سرانجام دیں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم نے مسکراتے چہروں کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھانے کے بعد اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے۔

جلسہ سالانہ کا پہلا روز یکم ستمبر 2023ء بروز جمعۃ المبارک

دن کا آغاز نماز تہجد باجماعت سے کیا گیا جو مکرم حافظ احتشام احمد صاحب نے پڑھائی۔ اس کے بعد تمام حاضرین نے سیّدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز فجر باجماعت ادا کرنے کی سعادت پائی جس کے بعد مکرم عدنان احمد رانجھا صاحب مربی سلسلہ نے جلسہ کی اہمیت پر درس دیا۔ یہ تعداد کم و بیش دس ہزار احباب و خواتین پر مشتمل تھی۔

پرچم کشائی

دوپہر 2 بج کر 4 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم امیر صاحب جرمنی نے قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ تشریف لا کر خطبہ جمعہ کے بعد نماز جمعہ و عصر کی امامت فرمائی۔ قریباً سوا دو بجے خطبہ جمعہ کا آغاز ہوا۔ اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ میں شمولیت کے مقاصد کو ذہن نشین رکھنے کی تاکید فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق ایک نئے عزم کے ساتھ جماعت جرمنی کو نئی صدی میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (اس خطبہ کا مکمل متن اسی شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے)

اجلاس اوّل:

جلسہ کا پہلا اجلاس مکرم محمد بن صالح صاحب امیر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ گھانا کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت مکرم حافظ احتشام احمد صاحب نے کی اور نظم مکرم مصوّر احمد صاحب نے پیش کی۔ پہلی تقریر مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے بزبان اردو کی جس کا موضوع ''صد سالہ جوبلی جماعت احمدیہ جرمنی، افضال الٰہی سے بھرپور ماضی اور روشن مستقبل'' تھا۔

اس کے بعد مکرم شیراز احمد رانا صاحب مربی سلسلہ نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام ''صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے'' سے چند اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔ دوسری تقریر جرمن زبان میں مکرم باسل احمد صاحب مربی سلسلہ نے کی جس کا موضوع ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ روحانی خزائن کی تقسیم'' تھا۔ اس کے بعد چند سیاسی و سماجی شخصیات

1-Ms.Juliane Seifert (State Secretry in the Fedral Ministry of the Interior and for Homeland Affairs)

2-Mr.Armin Laschet, MP (Former Chief Minister of North Rheine Westphalia,CDU)

3-Bodo Ramelow (Minister President Thüringen, Die Linke)

4-Adis Ahmetović (Bundestag)

5-Takis Mehmat Ali (SPD)

6-Elif Eralp(Abgeordnetenhauses in Berlin, Die Linke)

7-Amy Gutman(Botschafterin der USA)

کے ویڈیو پیغامات دکھائے اور سنائے گئے۔

پہلے اجلاس کی کارروائی شام ساڑھے سات بجے اختتام پذیر ہوئی۔ پروگرام کے مطابق نَو بجے حاضرین جلسہ کو اپنے پیارے امام کی اقتداء میں نماز مغرب و عشاء ادا کرنے کی سعادت ملی، الحمدللہ۔ دعا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے صدقے ہماری دعاؤں میں بھی قبولیت کا رنگ بھر جائے، آمین۔

دوسرا روز 2 ستمبر 2023ء بروز ہفتہ

دوسرے روز بھی نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی جو مکرم اویس احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے پڑھائی۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر کی امامت کروائی۔ جس کے بعد درس مکرم اطہر سہیل صاحب مربی سلسلہ نے آداب مجلس کے موضوع پر دیا۔

اجلاس دوم:

اجلاس دوم یعنی دوسرے روز کے پہلے اجلاس کا آغاز مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جو مکرم حافظ طارق احمد چیمہ صاحب نے کی اور اردو ترجمہ مکرم بہزاد احمد صاحب مربی سلسلہ و سیکرٹری رشتہ ناطہ جرمنی نے پڑھ کر سنایا۔ جرمن ترجمہ مکرم عزیز گھمن صاحب مربی سلسلہ نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم ماہد الیاس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے'' سے چند اشعار ترنم کے ساتھ پیش کئے۔ پہلی تقریر مکرم طارق ہیوبش صاحب نے جرمن زبان میں کی جس کا موضوع تھا ''دہریت سے مسموم معاشرہ میں اسلامی اقدار کا تحفظ''

اس کے بعد مکرم نورالدین اشرف صاحب نے ایک نظم ترنم سے پیش کی۔ دوسری تقریر مکرم شمس

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کے موقع پر زیرِ تبلیغ مہمانوں سے مخاطب ہیں

اقبال صاحب مربی سلسلہ نے اردو زبان میں کی جس کا عنوان ''میدانِ عمل میں مبلغین/داعیان الی اللہ کے ساتھ تائیدالٰہی کے ایمان افروز واقعات'' تھا۔ تقاریر کا یہ پروگرام پونے بارہ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد مختلف پارلیمنٹیرین

1-Mr.Lars Castellucci (Bundestag,SPD)
2-Mr.Michael Edwin Frieser (Bundestag, CDU)
3- Mr.Helge Lindh(Bundestag, SPD)

کے وڈیو پیغامات دکھائے اور سنائے گئے جن میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے یکجہتی کا اظہار کیا تھا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

اس کے بعد جلسہ گاہ مستورات سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں ہونے والا اجلاس مردانہ جلسہ گاہ میں بھی دکھایا اور سنایا گیا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہونے کے بعد لجنہ کی طرف سے سورۃ النور کی آیات 31 تا 32 کی تلاوت اور ترجمہ پیش کیا گیا۔

بعد ازاں سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے منظوم کلام ''بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے'' سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے گئے۔ سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ نے علمی میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کرنے والی ممبرات کے نام پڑھ کر سنائے۔

12:40 پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے ساتھ اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دَورِ اوّلین کی صحابیاتِ رسول اور دَورِ آخرین کی صحابیاتِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جن سے خواتین کا جذبۂ قربانی، اللہ تعالیٰ پر ایمان، ایقان، توکّل اور تقویٰ کا پتہ چلتا ہے۔ 13:30 تک حضورانور کا خطاب جاری رہا۔ اس کے بعد بعض ممبرات لجنہ وناصرات نے مختلف نظمیں اور قصائد پڑھ کر خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے اپنی محبّت وعقیدت کا اظہار کیا اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازرہ شفقت بڑی محبّت سے سنتے رہے اور یہ مجلس بقعۂ نور بنی رہی، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اللہ ہمیں خلافت جیسی عظیم نعمت کی قدر کرنے کی سعادت بخشے، آمین۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا زیرِ تبلیغ مہمانان سے خطاب

جلسہ سالانہ جرمنی کے دوسرے روز حسب روایت امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز زیرِ تبلیغ افراد سے خطاب فرماتے ہیں۔ عموماً یہ اجلاس جلسہ گاہ میں ہی منعقد ہوتا ہے تاہم امسال نئی جلسہ گاہ میں وسعت کے باعث اس تقریب کا انعقاد ایک علیحدہ ہال میں کیا گیا تھا۔ مقامی وقت کے مطابق پانچ بج کر پانچ منٹ پر حضورانور ہال میں پُر جوش نعروں کی گونج میں داخل ہوئے۔ کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ خواجہ عبدالنور صاحب نے سورۃ النساء کی آیت 37، سورۃ النحل کی آیت 91 اور سورۃ الحجرات کی آیت 14 کی تلاوت اور جرمن میں ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پانچ بج کر بارہ منٹ پر حضورانور منبر پر رونق افروز ہوئے اور خطاب کا آغاز فرمایا۔

حضورانور نے تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ہماری دعوت پر آپ کا یہاں تشریف لانا آپ کی وسعت قلبی اور اسلام کے بارہ میں جاننے کی لگن کا پتہ دیتا ہے۔ حضورانور نے فرمایا آج میں اس مختصر تقریر میں اسلام پر کئے جانے والے بعض اعتراضات کا جواب دوں گا۔

سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب انگریزی زبان میں تھا جس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کا انتظام تھا۔ حضورانور نے جن الزامات کا جامع اور مدلّل جواب ارشاد فرمایا۔ ان میں شدّت پسندی، دوسروں کے حقوق غصب کرنے، مسلمانوں کو خود کو دوسروں سے برتر سمجھنا، عورتوں کے حقوق سے متعلق اور اسلام کے تلوار کے زور سے پھیلنے جیسے اعتراضات شامل ہیں۔

حضورانور نے ان تمام امور کے بارہ میں قرآن کریم کی حسین تعلیم اور سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کے بعض نمونے پیش فرمائے نیز اس کے بالمقابل دیگر مذاہب کے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کی بعض مثالوں سے بھی موازنہ کرتے ہوئے ثابت فرمایا کہ آج دنیا میں امن وآشتی کا ضامن صرف مذہب اسلام ہی ہے اور ایسی تعلیم کسی اور مذہب میں دکھائی نہیں دیتی۔

حضورانور نے فرمایا مجھے اُمید ہے کہ آپ کے ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالوں کے جوابات آپ کو مل گئے ہوں گے۔ اگر اب بھی کوئی سوال باقی ہو تو ہمارے مبلّغین سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

حضور نے آخر میں فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ تمام بنی نوع انسان اپنے خالق کو پہچاننے اور آپس میں محبّت و رواداری کے جذبات کو دلوں میں جگہ دے۔ نیز حضور نے ایک بار پھر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ حضورانور کا یہ خطاب شام پونے چھ بجے تک جاری رہا۔ تبلیغی نشست کے دوران مندرجہ ذیل شخصیات نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

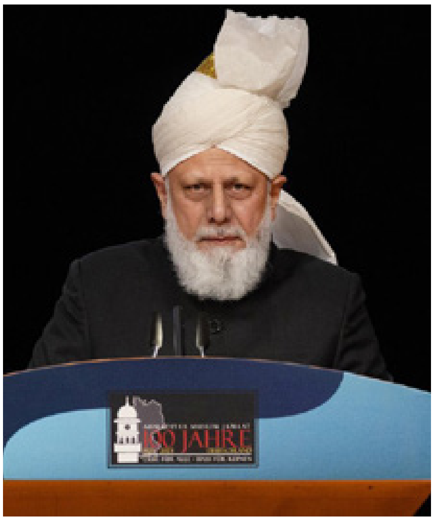

1-Sandra Boser(Staatssekretärin in Baden-Württemberg)
2-Martina Häusler(Mitglied des Landtags, Grüne)
3-Thomas Poreski (Mitglied des Landtags, Grüne)

اجلاس سوم:

جلسہ کے تیسرے اجلاس کی کارروائی بزرگ مبلغ سلسلہ مکرم داؤد احمد حنیف صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا کی صدارت میں تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جس کی سعادت مکرم اویس احمد قمر صاحب کے حصہ میں آئی جبکہ جرمن ترجمہ مکرم Daniel Härter صاحب نے اور اردو ترجمہ مکرم محمد الیاس منیر صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد وفاقی اور صوبائی پارلیمنٹس کے ممبران، میئرز اور دیگر معزز شخصیات

1-Mr.Markus Grübel (Bundestag, CDU)
2-Mr.Michael Donth (Bundestag, CDU)
3-Mr.Nedim Sulejmanović (Auswärtiges Amt)

نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جن میں انہوں نے جماعت جماعت احمدیہ جرمنی کی خدمتِ خلق اور معاشرتی رواداری کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم سیّد احمد معز شاہد صاحب نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام ''ہے شکرِ ربّ عزّ و جل خارج از بیاں'' سے چند اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم شمشاد احمد صاحب قمر پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے کی جس کا عنوان ''میں (اللہ) ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں'' تھا۔ آپ نے آیت قرآنیہ ''صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ'' (البقرہ:139) کی روشنی میں اپنے مضمون کو بیان کیا اور صفاتِ الٰہیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کی اہمیت بیان کی۔

اس کے بعد مکرم عبدالحفیظ صاحب نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام ''نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا'' سے چند اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔ پھر ''قرآنِ کریم ایک زندہ کتاب ہے'' کے موضوع پر مکرم طارق احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے ایک تقریر جرمن زبان میں کی۔ انہوں نے نزولِ قرآن کی ابتدائی آیات اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِيۡ خَلَقَ سے آغاز کیا اور اس کی روشنی میں قرآنِ کریم اور رسول کریم ﷺ کو زندہ کرنے والے رسول کے طور پر پیش کیا۔ شام آٹھ بجے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

حسبِ پروگرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رات نو بجے جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور حاضرین کو اپنے پیارے امام کی اقتداء میں نماز مغرب وعشاء ادا کرنے کی سعادت ملی، الحمدللہ۔

تیسرا روز 3 ستمبر 2023ء بروز اتوار

اس روز نماز تہجد مکرم محمد عمران بشارت صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ بعد ازاں مکرم سعید احمد عارف صاحب نے 'شکرگزاری' کے موضوع پر درس دیا۔

حسبِ پروگرام جلسہ سالانہ کے تیسرے اور آخری روز اجلاس چہارم کا آغاز صبح دس بجے مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی صدارت میں تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ مکرم محمد عمران بشارت صاحب مربی سلسلہ نے سورہ الاعراف کی آیات 158 تا 159 سے کی۔ جرمن ترجمہ مکرم شرجیل خالد صاحب نے پڑھا اور مکرم انتصار احمد وڑائچ صاحب نے ان آیات کا اردو ترجمہ تفسیر صغیر سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے مکرم خواجہ فواد احمد صاحب نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام ''مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت'' سے چند اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔

اس روز کی پہلی تقریر مکرم محمود احمد صاحب ملہی نے جرمن زبان میں کی۔ ان کی تقریر کا موضوع ''آنحضرت ﷺ صلح، آشتی اور وحدت انسانی کے علمبردار'' تھا۔ انہوں نے تاریخ انسانی میں مختلف انقلابات اور تعلیمات کا ذکر کیا اور بتایا کہ دنیا کے نقشہ پر اگر کوئی حقیقی طور پر صلح، آشتی اور انسانیت کو وحدت کی لڑی میں پرونے کا کام ہوا تو وہ بانی اسلام سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے سرانجام دیا۔ انہوں نے تاریخ کے حوالہ سے بعض واقعات اور مثالوں سے موازنہ بھی پیش کیا۔

اس کے بعد ایک نظم مکرم ظہیر احمد صاحب نے ترنم سے پڑھی جو سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے منظوم کلام ؎

دونوں ہاتھوں سے پکڑ لو دامنِ تقویٰ کو تم
ایک ساعت میں کرا دیتا ہے یہ دیدارِ یار

دوسری تقریر مہمان مقرر مکرم عبدالسمیع خان صاحب مربی سلسلہ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا نے ''خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کا تعلق'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خدائی بشارتوں کے تحت قائم ہونے والی خلافتِ حقّہ کے تمام اَدوار سے بعض ایمان افروز مثالیں اور واقعات بیان کئے جن سے احباب جماعت کے خلافت سے مضبوط اخلاص اور جاں نثارانہ تعلق کی عکاسی ہوتی ہے اور یہ مثالیں اور جذبہ فدائیت سے بھرپور واقعات پڑھ اور سن کر وجد کی سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ اور خلافت سے محبّت دل کی گہرائیوں میں گھر کر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس تعلق محبت و فدائیت میں ترقیات کی منازل طے کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور محبّانِ خلافت کا یہ کارواں بڑھتا چلا جائے، آمین۔

انہوں نے خلیفۂ وقت کی مصروفیات کا ایک مختصر خاکہ بھی پیش کیا جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یقیناً یہ خدا تعالیٰ

کی خاص تائید و نصرت کے نتیجہ میں ہی سر انجام دی جاسکتی ہیں۔ اللہ ہمارے پیارے امام کی صحت، عمر اور امر میں برکات عطا فرماتا رہے اور ہمیں ان کی قدرشناسی کی سعادت عطا فرمائے، آمین۔

اس تقریر کے بعد شعبہ امور خارجیہ کی جانب سے بعض سیاسی و سماجی شخصیات کا تعارف پیش کیا گیا۔ ان میں سے بعض ممبران پارلیمنٹ (وفاقی، صوبائی اور یورپین)
Mr. Gunther Krischbaum (Bundestags, CDU)
Mr.Iftikhar Malik (Fedral Parliament Hamburg)
Mr. Michael Gahler (European Parliament, CDU)
Mr.Ernst-Wilhelm Gohl (Landesbischof der Evangelische Kirche in Württemberg)
Mr.Kaweh Mansouri (Member of Parliament)
Mr.Thomas Bareiß(Bundestags, CDU)
نے سٹیج پر آکر اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کیا۔ جبکہ Mr.Stephan-Peter Weil Ministerpräsident in Niedersachsen اور Ms.Petra Pau (Vizepräsidentin des Bundestages, Die Linke) کا ویڈیو پیغام دکھایا گیا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے کی جس کا موضوع ''سوشل میڈیا اور مادہ پرستی کے دَور میں صحیح سمت کا تعین'' تھا۔ امیر صاحب نے دورِ حاضر میں سوشل میڈیا کے منفی اور مثبت اثرات کا موازنہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ ہمارے لیے خلیفہ وقت اور جماعت کے بابرکت نظام سے بھرپور استفادہ کرنے کے بہترین مواقع موجود ہیں جن سے ہم اپنی اور نسلوں کی زندگیوں میں مثبت تبدیلی پیدا کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ذرائع سے مثبت رنگ میں استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

بعد ازاں ایک بار پھر مختلف صوبوں کے وزراءِ اعلیٰ، ممبران پارلیمنٹ اور چرچ سے وابستہ افراد کے ویڈیو پیغامات دکھائے اور سنائے گئے جس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔

تقریبِ بیعت:

جلسہ کے تیسرے روز کی اہم تقریب اجتماعی بیعت تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 15:50 بجے جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور 15:55 پر تقریب کا آغاز ہوا جس میں احباب کو پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر براہِ راست بیعت کرکے امام آخرالزماں علیہ السلام سے اپنے عہد کی تجدید کرنے کی سعادت ملی۔ یہ نظارہ بھی ایک عجیب دل موہ لینے والا نظارہ ہوتا ہے جس میں احمدیوں کے اپنے امام کی موجودگی میں ایمان کے جذبات دلوں سے آنسوؤں کی صورت آنکھوں سے اُمڈ رہے ہوتے ہیں۔ اس نظارہ کا الفاظ میں بیان مشکل ہے۔ ''ایں سعادت بزور بازو نیست''

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد کی شرائط اپنے ذہنوں میں مستقل طور پر مستحضر رکھنے اور ان پر بدل و جان عمل کرنے کی سعادت عطا فرماتا رہے، آمین۔ حضور انور نے اردو میں بیعت کے الفاظ دُہرائے اور ان کا جرمن اور عربی ترجمہ ساتھ ساتھ دُہرایا گیا۔

اس کے بعد تمام حاضرین کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز ظہر و عصر ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اختتامی اجلاس و خطاب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اجتماعی بیعت اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد 16:20 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضور انور کے ارشاد پر اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ ذاکر مسلم صاحب نے مختلف منتخبہ آیات سے خوش الحانی سے کی۔ ان کا اردو ترجمہ مکرم حامد اقبال صاحب مربی سلسلہ نے تفسیرِ صغیر سے پیش کیا اور جرمن ترجمہ مکرم شٹیفان ہیرٹر صاحب نے پیش کیا۔ جس کے بعد سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام ''اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار'' سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھنے کی سعادت مکرم مرتضیٰ منان صاحب کو حاصل ہوئی۔ بعد ازاں نیشنل سیکرٹری تعلیم مکرم وسیم احمد غفار صاحب نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے احباب کے نام پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ ان احباب کو آئندہ کسی تقریب (ذیلی اجتماعات) پر میڈل دیئے جائیں گے، ان شاءاللہ۔

16:59 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب کے لیے تشریف لائے اور احباب نے نعرہ ہائے تکبیر و دیگر استقبالیہ نعروں سے پیارے امام سے عقیدت کا اظہار کیا۔ حضور انور نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا پیار بھرا تحفہ عنایت فرمایا اور تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جیسا کہ اس سال برطانیہ کے جلسہ سالانہ اور بعض دیگر ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کے اختتامی خطابات میں میں اسلام کے مختلف طبقات کے قائم کردہ حقوق کے متعلق کچھ بیان کرتا رہا ہوں، اسی تسلسل میں آج بھی کچھ بیان کروں گا۔ اسلام کی بیان فرمودہ یہ خوبصورت

تعلیمات ہی وہ راہنما اصول ہیں جو معاشرے کے ہر طبقہ کو انصاف دلاتی ہیں۔

حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت 283 کی تلاوت و ترجمہ پیش فرمایا۔ حضور انور نے اس آیت کی روشنی میں قرض و لین دین سے متعلق اسلام کی خوبصورت تعلیم بیان فرمائی اور اس کی حکمتیں اور اس پر عمل کرنے کی صورت میں فساد سے محفوظ رہنے اور امن کے قیام کی اہمیت پر زور دیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دنیا کو تو اب اس کا خیال آیا جبکہ اسلام نے تو آج سے چودہ سو سال پہلے اس کا تفصیلی حکم دے دیا تھا تاکہ لین دین، کاروبار اور تجارتی معاملات بغیر کسی جھگڑے اور فتنہ کے انجام پائیں۔

اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نبی اکرم ﷺ کا بیان فرمودہ ایمان افروز واقعہ بھی بیان فرمایا کہ کس طرح قرض دینے اور لینے والوں کا اللہ تعالیٰ پر توکّل تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی مدد فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہر قرض دار کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔ اللہ پر توکل ہو، اللہ سے دعا ہو تو اللہ تعالیٰ خود ادائیگی کے سامان فرما دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قرض دار کی طرف سے درخواستِ دعا پر فرمایا کہ استغفار بہت کیا کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید واقعات اور مثالیں پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جو دنیا میں امن کی ضمانت دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کی چوتھی شرط میں بھی انسانی حقوق کی ادائیگی کا ارشاد فرمایا ہے۔ اسی طرح حضور نے حکومت کے فرائض و حقوق اور بعض دیگر حقوق کا تذکرہ فرمایا اور سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات میں سے بعض اقتباسات بھی پیش فرمائے اور فرمایا اس تعلیم کو پھیلانے کی ضرورت ہے اور مسلمانوں اور غیروں کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے، آمین۔

حضور انور نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو خیریت سے اپنے گھروں کو واپس لے کر جائے۔ جو بھی سیکھا ہے یا سنا ہے اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب شام چھ بجے تک جاری رہا۔ حضور انور نے دعا کروانے کے بعد جلسہ سالانہ کی حاضری کے متعلق فرمایا کہ امسال جلسہ کی حاضری 47237 رہی جس میں 23615 خواتین، 23622 مرد اور 970 تبلیغی مہمان شامل ہیں۔

بعد ازاں حسبِ روایت مختلف گروپس نے عربی، اردو، جرمن، ترکش، افریقی اور مقدونین زبانوں میں قصائد، نظمیں پڑھ کر حضور انور سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔

سب ہی اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر شکر گزار تھے کہ خدا کا پیارا خلیفہ ہم میں موجود رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سعادتوں کے فیض کو اپنی اور اپنی نسلوں میں بھی جاری رکھنے کی سعادت عطا فرماتا رہے اور ہمارے ایمان و ایقان میں ترقیات کا سلسلہ جاری رکھے، آمین۔

خصوصی عشرہ تربیت

فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔

ترجمہ: پس جو بھی تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا عارضی سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ اچھا اور اُن لوگوں کے لئے سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔ (الشوریٰ:37)

شعبہ تربیت جرمنی کی طرف سے مؤرخہ 21 تا 30 اکتوبر 2023ء خصوصی عشرہ تربیت بموضوع ''عبادت کی لذّت'' منایا جا رہا ہے۔

چشمِ ساقی سے مچل اٹھتے ہیں پیمانوں میں خواب

بانٹتی ہے جب سجا کر شمع پروانوں میں خواب
رقص کرتے ہیں سرائے شب کے مہمانوں میں خواب

لوگ جاتے ہیں ڈبونے جتنے مے خانوں میں خواب
چشمِ ساقی سے مچل اٹھتے ہیں پیمانوں میں خواب

قریہ قریہ بات کرتے ہیں جو فرزانوں کے ساتھ
کوچہ کوچہ بانٹتے پھرتے ہیں دِیوانوں میں خواب

جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں عقیدت کے ثمر
اُن کی خاطر لے کے جاتے ہیں جو نذرانوں میں خواب

غنچۂ دل میں چبھو نشتر خارِ جنوں
رَت جگے ایسے جگا رکھتے ہیں زندانوں میں خواب

کب رِہا کرتی ہے جانے گردشِ شام و سحر
کب تلک اُلجھے رہیں گے غم کی گردانوں میں خواب

جن شبستانوں میں رقصاں زندگی کی موت ہے
کب تلک ٹوٹا کریں گے ایسے خُم خانوں میں خواب

لے گیا ہے کون میری ذات کی تنہائیاں
رکھ گیا ہے کون دل کے آئینہ خانوں میں خواب

وقتِ رُخصت دے گیا تھا کوئی بہلاوے مجھے
اُن کو میں نے گن لیا ہے اُس کے احسانوں کے خواب

لے کے جائے گا کہاں یوسفؔ تخیّل کا کمال
حشر کیا برپا کریں گے سوختہ جانوں میں خواب

(راجہ محمد یوسفؔ خان)

مدبّر احمد خان

47 ویں جلسہ سالانہ جرمنی کا منظر نامہ

جلسہ سالانہ 1995ء کی بات ہے۔ جماعتِ احمدیہ جرمنی پہلی مرتبہ اپنا جلسہ سالانہ Mannheim کے ایک وسیع کمپلیکس مئی مارکیٹ میں منعقد کر رہی تھی۔ ناصر باغ کی نسبت مئی مارکیٹ کا ہال بہت بڑا معلوم ہوتا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ازراہِ شفقت اس جلسے میں شریک ہوئے اور پہلے دن آپؒ نے اپنے خطاب میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ پریشان تھے کہ اتنا بڑا ہال ہے تو یہ بھرے گا کیسے، کہیں خالی خالی نہ دکھائی دے۔حضورؒ نے فرمایا۔ ”آپ دیکھ لیں کہ اُس کونے کے سوا جس کو انہوں نے عمداً شامل نہیں کیا، سارا ہال کناروں تک بھرا پڑا ہے۔اللہ اسی طرح آپ کو برکت پر برکت دے۔اور ہر بڑا ہال جو آپ کو ملے وہ چھوٹا ہو جائے“۔ آدمی سوچتا ہے تو کبھی کبھی حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ اللہ کے پیاروں کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اس کے وہاں کس طرح قبولیت پاتے ہیں، اور مسلسل پورے ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ پندرہ سال تک یہاں جلسہ کرنے کے بعد یہ جگہ بہت چھوٹی پڑ گئی تو کالسروئے (Kalsruhe) کے اس سے بھی کئی گنا بڑے کمپلیکس میں جلسہ منعقد کیا جانے لگا۔ حضورؒ کے الفاظ ”اللہ اسی طرح آپ کو برکت پر برکت دے“ یہاں بھی پورے ہوئے۔

امسال جماعتِ احمدیہ جرمنی کو اپنا جلسہ سالانہ کووِڈ کی پابندیوں کے بعد بڑے پیمانے پر کرنے کی توفیق ملی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اس جلسے میں ازراہِ شفقت شرکت فرمائی۔ اس جلسے کی خصوصیت تاریخ میں کئی اعتبار سے یاد رکھی جائے گی۔ اوّل یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کووِڈ کی پابندیوں کی وجہ سے چار سال بعد جلسے میں بنفسِ نفیس شامل ہوئے۔ دوسرے یہ کہ یہ جلسہ ایک نئی جگہ پر منعقد ہوا۔ اب کے Karlsruhe کے Fare Halls جرمنی کی جماعت کے لیے چھوٹے پڑ گئے اور اب جرمنی کا جلسہ Karlsruhe سے Stuttgart کے Fare Halls میں منتقل ہوگیا۔ تیسرے یہ جماعتِ احمدیہ جرمنی کے قیام کے سوویں سال میں منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ تھا۔

Stuttgart Fare Halls

Stuttgart جرمنی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ یہ صوبہ Baden-Württemberg کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اور Karlsruhe بھی جہاں اس سے پہلے جلسہ سالانہ منعقد ہوتا رہا تھا، اسی صوبے میں واقع ہے۔ Stuttgart کا فاصلہ Karlsruhe سے تقریباً 75 کلومیٹر ہے۔ Stuttgart کے Fare Halls کا رقبہ ایک لاکھ بیس ہزار مربع میٹر ہے۔ یہاں دس ہال ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا ہال یعنی ہال نمبر ایک، مردانہ جلسہ گاہ کے طور پر استعمال میں آیا۔ ان دس ہالوں میں سے، ہال نمبر 1، 2، 3، 5، 7 اور 9 مردانہ جلسہ کے انتظامات کا حصہ بنے اور 4، 6، 8 اور 10 خواتین کے احاطے میں واقع تھے۔ ہالوں کی ترتیب یوں ہے کہ ایک طرف جُفت نمبر اور دوسری

جانب ان کے سامنے طاق نمبر والے ہالز واقع ہیں سوائے ہال نمبر دو کے، باقی جُفت اور طاق نمبر والے ہالوں کے درمیان کُھلے میدان سے گزرنا پڑتا ہے۔ ہال نمبر ایک اور دو عین داخلے کے ساتھ ہی دائیں اور بائیں طرف ہیں۔ ان کے درمیان ایک بہت بڑا lounge ہے جسے آپ داخلے کا وسیع ہال تصور کر لیں۔ ہال نمبر 2 باقی ہالز سے مختلف ہے۔ یہاں مختلف کمرے پائے جاتے ہیں اور سیڑھیوں سے ایک منزل اوپر جائیں تو آپ وہاں مزید کمرے پائیں گے۔ اوپر والے کمروں کی چوڑائی اور لمبائی ایسی ہے کہ اس میں تیس سے چالیس افراد میزوں پر بیٹھ کر کام کر سکتے ہیں اور کچھ اس سے چھوٹے کمرے بھی ہیں۔ جبکہ نیچے جو کمرے بنے ہوئے ہیں، وہ باقاعدہ conference rooms ہیں، جن میں کئی سو افراد کے ساتھ میٹنگز اور دیگر پروگرام منعقد ہو سکتے ہیں۔

جلسہ گاہ

Fare Halls کے اس مختصر تعارف کے بعد اب ہم جلسہ سالانہ میں ان ہالوں کے مصرف پر نظر ڈالتے ہیں۔ مرکزی داخلے سے اور سیکیورٹی چیکنگ سے گزر کر سامنے ہی کارکنان کے ڈیسک تھے جہاں سے جلسہ سالانہ اور جلسہ گاہ سے متعلق معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں۔ یہ ڈیسکس مستقل بنیادوں پر لگے ہیں، اس کے لیے جماعت کو عارضی انتظام کی ضرورت نہیں پڑی۔ اگر داخلے سے دائیں جانب جائیں تو وہاں ہال نمبر ایک تھا، جہاں مردانہ جلسہ گاہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بائیں جانب ہال نمبر دو تھا۔

ہال نمبر ایک رقبے کے اعتبار سے سب سے بڑا ہال ہے۔ اس کا داخلہ اسٹیج کی طرف سے تھا، لیکن چونکہ اس ہال کی چوڑائی اتنی زیادہ ہے، تو اسٹیج دروازے سے خاصے فاصلے پر واقع تھا۔ اور آگے جانے کے لیے کافی جگہ موجود تھی کہ احباب بہ آسانی گزر تے تھے۔ اسٹیج کے ساتھ منارۃ المسیح کا ایک ماڈل بنایا گیا تھا، جو اسٹیج کی رونق میں اضافہ کر رہا تھا۔ لکڑی کے منارے کا یہ ماڈل ہاتھ سے بنایا گیا تھا، جسے جماعت جرمنی کے ایک دیرینہ خادم عبدالسمیع عارف صاحب نے خصوصاً جلسہ سالانہ کے لیے ایک ٹیم کے ساتھ تیار کیا تھا۔ جلسے کے بینر پر ایک درخت کی علامت بنائی گئی تھی، جو جماعت اور اس پر اللہ تعالیٰ کے فضائل اور ان کے ثمرات کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ اور اس کی شاخیں مسلسل پھیلتے رہنے کے عمل کی عکاسی کر رہی تھیں۔ تاہم اتنے بڑے بینر پر یہ درخت کچھ چھوٹا چھوٹا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس درخت کے اوپر قرآنِ کریم کے یہ الفاظ تحریر کیے گئے تھے کہ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ۔ یعنی اگر تم شکر کروگے تو میں ضرور تمہیں بڑھاوں گا۔ اس درخت کو دیکھ کر عبیداللہ علیم صاحب کا وہ شعر برجستہ ذہن میں آیا کہ

ایک شجر ہے جس کی شاخیں پھیلتی جاتی ہیں
کسی شجر میں ہم نے ایسی بات نہیں دیکھی

باوجودیکہ یہ ہال کارلسروہے والے ہال سے بہت بڑا تھا، اس کو بھی جلسہ سالانہ جرمنی کے شاملین سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات کے وقت مکمل بھرا ہوا پایا۔

ہال نمبر دو میں ایک وسیع راہداری ہے اور اس راہداری کے دائیں طرف بڑے بڑے کمرے موجود ہیں۔ ان میں سے ایک ہال مثلاً بین الاقوامی وفود کی ضیافت کے لیے مختص تھا اور ایک ہال نسبتاً چھوٹے پیمانے پر ہونے والے اجلاسات کے لیے مخصوص تھا، جیسے جرمن افراد کے ساتھ اجلاس۔ راہداری میں صد سالہ تقریبات سے متعلق تبلیغی مساعی، جرمنی کی سو سالہ تاریخ کی نمائش لگائی گئی تھی۔ اور اس راہداری کے آخری کونے پر ایم ٹی اے العربیہ کا اسٹوڈیو تھا۔ جیسے پہلے ذکر آیا اس ہال کے اوپر ایک اور منزل ہے۔ اس منزل کے مختلف کمرے ایم ٹی اے کے دفاتر اور مہمانان کے قیام کے لیے استعمال ہوئے۔

ہال نمبر تین ہال نمبر ایک سے اگلا ہال تھا، جہاں ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس ہال کا رقبہ دس ہزار پانچ سو مربع میٹر ہے۔ اور ہال نمبر تین سے ہال نمبر 9 تک سارے ہالز کا یہی رقبہ ہے۔ اس کے بعد ہال نمبر پانچ واقع ہے۔ یہاں مختلف شعبہ جات کے اسٹالز موجود تھے، جہاں سے ضروری معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں، یا مثلاً بک اسٹال سے سلسلے کی کتب خریدی جا سکتی تھیں۔ ہال نمبر تین کے سامنے ایک کھلا میدان تھا۔ اس کے مقابل ہال نمبر چار واقع تھا، جو خواتین کے احاطے میں تھا۔ تاہم اس درمیانی میدان میں پرچم کی جگہ بنائی گئی تھی۔ اور اسی میدان میں آگے ہال نمبر پانچ کے سامنے بازار کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس جلسہ گاہ کی وسعت کا اندازہ آپ یوں لگا یئے کہ ایک ہال سے دوسرے ہال تک جانے میں کافی وقت درکار تھا۔ ہال نمبر ایک، یعنی جلسہ گاہ سے، ہال نمبر تین تک جانے میں تیز تیز چلنے کے باوجود کم از کم پانچ سات منٹ لگتے ہیں۔

اتنا بڑا احاطہ ہو تو اس جگہ پر پہنچنے کا انتظام شہر کی انفراسٹرکچر کا حصہ ہوتا ہے۔ ان Fare Halls کے

ساتھ ٹرین کے دو اسٹیشن لگتے ہیں۔ پارکنگ کے لیے پکی زمین کے بڑے بڑے میدان موجود ہیں۔ لیکن حقیقتاً یہ اتنے زیادہ اور بڑے ہیں کہ یہاں انتظامات کرنے کے لیے ٹیمز کو بھی اپنی تعداد پہلے سے بڑھانی پڑی تا کہ ہر جگہ ڈیوٹی کا انتظام ہو سکے۔ یہ تو ہوا ریل اور گاڑی کا حساب۔ اس کے علاوہ جہاز کے ذریعے بھی اگر کوئی جلسہ سالانہ میں آنا چاہتا تو یہ عین ممکن تھا کہ airport اس احاطے کی پڑوس میں واقع ہے۔

لنگر سے روٹی لیتے ہیں پانی سبیل سے

آپ کو یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ جلسہ سالانہ جرمنی کی وسعت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ اعداد و شمار کو دیکھیں تو یہ جلسہ گاہ Karslruhe کے جلسہ گاہ سے دَس گنا بڑا ہے۔ یہ بات حیران کُن ہے کہ اس کی تیاری میں بھی جماعت جرمنی کو اتنا ہی وقت لگا جتنا وقت Karlsruhe میں لگا کرتا تھا۔ یعنی تیاری کے لیے وسعت کو افرادی قوت سے سنبھال لیا گیا۔ تقریباً پچاس ہزار افراد کے لیے روزانہ کھانا بنانا، اسے وقت پر ضیافت میں پہنچانا، پچاس ہزار افراد کو کھانا پیش کرنا، اتنے بڑے ہالز کو صاف رکھنا، نظم وضبط کو قائم رکھنا، کمیونیکیشن کو احسن انداز پر چلانا، کوئی بھی بڑی سے بڑی چیز ایک جگہ سے دوسری جگہ وقت پر پہنچانا، حفاظتی انتظامات کرنا، اور شاملینِ جلسہ کو ممکنہ سہولت پہنچانا، یہ غیر معمولی کام ہے۔ خصوصاً جب جلسہ گاہ کی وسعت دس گنا ہو جائے۔ لیکن جہاں یہ انتظامات اور نظام کی خوبی ہے وہیں یہ احبابِ جماعت کے تعاون اور ان کی تربیت کا بھی منہ بولتا ثبوت ہے۔

جلسہ سالانہ کی کارروائی

جمعے کے روز، یکم ستمبر کو جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز پرچم کشائی کی تقریب سے پونے دو بجے ہوا۔ حضورِ اقدس (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے لوائے احمدیت بلند کیا اور مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا قومی جھنڈا بلند کیا۔ چونکہ اس کے فوراً بعد حضورِ اقدس جمعے کے لیے تشریف لے گئے۔ احباب کی اکثریت جلسہ گاہ میں اسکرین پر اس منظر کو دیکھ رہی تھی جبکہ پرچم کشائی کی جگہ پر جتنے لوگ جمع ہو سکتے تھے، موجود تھے۔ اس وقت بچوں اور بچیوں نے ترانوں کے ساتھ حضور کا استقبال کیا اور حضور انور نے پرچم کشائی کے بعد دعا کرائی۔ اس وقت شاملین جلسہ، جلسہ کے اصل مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر جلسہ گاہ میں جمع ہو چکے تھے۔ چنانچہ کچھ دیر میں حضور انور (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے پُر معارف خطبہ جمعہ سے جلسہ کے پروگراموں کا آغاز ہوا۔ پھر تین دن تک ہر روز پیارے آقا (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے روح پرور خطابات کے ساتھ ساتھ دیگر علمائے سلسلہ کی اردو و جرمن زبانوں میں نہایت درجہ علمی تقاریر سننے کا شغل رہا۔ ہر اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوتا رہا جس کے بعد موقع ومحل کے مطابق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا منظوم کلام شیریں خوش الحان احباب کی زبانی سننے کو ملتا رہا۔ تقاریر کے دوران جلسہ پر آئی ہوئی مختلف سیاسی اور سماجی شخصیات کی مختصر تعارفی تقاریر بھی ہوتی رہیں اور بعض کے خیر سگالی کے ویڈیو پیغامات بھی وقتاً فوقتاً دکھائے گئے تھے۔ (جلسہ کی مکمل کارروائی پر مشتمل رپورٹ اس شمارہ میں شامل اشاعت ہے)۔

جلسہ کے دوران دن کا آغاز تہجد اور فجر کی نماز سے ہوتا جس کے بعد درس قرآن و حدیث دیا جاتا۔ صبح کے وقت ناشتہ اور اجلاسات کے وقفوں کے دوران احباب کی خدمت میں جلسہ کا مخصوص کھانا دال روٹی اور آلو گوشت کا سالن پیش کیا جاتا رہا۔ یورپین احباب اور مریضوں کے لئے پرہیزی کھانے کا بھی انتظام تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر بہت سے احباب بازار کا رُخ کرتے جہاں گرم کبابوں اور تازہ جلیبیوں سے لطف اندوز ہوتے۔ مغرب و عشاء کی نمازوں کے بعد جلسہ گاہ کے قرب وجوار میں رہنے والے اپنے مہمانوں کو لے کر اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ کچھ احباب نے ہوٹلوں میں اپنی رہائش کا انتظام کر رکھا تھا جبکہ ایک کثیر تعداد نے جلسہ گاہ میں ہی شعبہ رہائش کے زیرِ انتظام قیام کیا اور جلسہ کی جملہ برکات کو سمیٹا۔

جلسہ کے آخری روز اختتامی اجلاس سے پہلے بیعت کے روح پرور لمحات کے لیے قلب و ذہن کی تیاری تھی۔ 4 بجے حضور اقدس (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) بیعت لینے کے لیے رونق افروز ہوئے۔ احباب قطاریں بنا کر بیٹھ چکے تھے۔ محمود و ایاز کا فرق اس بیعت میں بھی نہیں پایا جاتا جب سب ایک جان ہو کر بیعت کے الفاظ دہراتے ہیں۔ جس طرح بیعت کر کے جماعت میں داخل ہونے والوں کی کیفیت ہوتی ہے اسی طرح اپنے عہد کو تازہ کرنے والے احمدیوں کی بھی دِلی حالت بیان میں نہیں آ سکتی۔ حالت تو شاید ایسی ہی ہوتی ہے کہ

رکھتا نہ کیوں میں روح و بدن اس کے سامنے
وہ یوں بھی تھا طبیب وہ یوں بھی طبیب تھا

بیعت کے بعد حضورِ انور (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے ظہر و عصر کی نمازوں کی امامت فرمائی اور پھر اختتامی اجلاس کی صدارت فرمائی۔ تلاوتِ قرآنِ کریم اور نظم کے بعد آپ نے گزشتہ جلسہ ہائے سالانہ کے اختتامی اجلاسات کے موضوع کے تسلسل میں اسلامی تعلیمات کی جامعیت پیش فرمائی۔ فرد و ریاست پر عائد ہونے والے معاشرتی حقوق و فرائض کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی، اور تاریخ اسلام سے دل چسپ واقعات بیان کر کے ان کی مثالیں دیں۔

دعا کے بعد ترانے پڑھنے والے مختلف گروپوں نے محفل سجائی جسے پیارے آقا نے ازراہ شفقت ساعت فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور نے شاملینِ جلسہ کی تعداد کا اعلان فرمایا۔ مستورات کی حاضری 23،615 مردوں کی حاضری 23,622 بتائی۔ تبلیغی مہمانوں کی تعداد 970 رہی اور یوں شاملین کی کل تعداد 47,237 تھی۔ یہاں یہ بات بھی دل چسپی سے خالی نہ ہو گی کہ حضور نے مستورات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں نظم وضبط مردوں کی نسبت بہتر تھا۔ پھر آپ نے سب کو ہاتھ ہلا کر اور ایک سے زائد مرتبہ السلام علیکم کہہ کر محفل کو برخاست کیا۔

اخبار احمدیہ اور تاریخ احمدیت جرمنی کے ویب سائٹ کا اجراء

مجلس ادارت اخبار احمدیہ جرمنی کو اپنی ویب سائٹ بنانے کی توفیق ملی ہے جس کا افتتاح سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 31 اگست 2023ء کی شام جلسہ سالانہ جرمنی کے معائنہ کے دوران تاریخ کمیٹی جرمنی کی طرف سے لگائی گئی نمائش میں ازراہِ شفقت تشریف لاکر اپنے دستِ مبارک سے فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تاریخ احمدیت جرمنی کی ویب سائٹ کا بھی اپنے دستِ مبارک سے اِجراء فرمایا۔ یہ ہر دو ویب سائٹ مندرجہ ذیل لنک کے ذریعہ دیکھے جاسکتے ہیں:

اخبارِ احمدیہ جرمنی:

www.akhbareahmadiyya.de

تاریخ کمیٹی جماعت احمدیہ جرمنی:

www.ahmadiyyahistory.de

اخبارِ احمدیہ جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کی بڑھتی ہوئی تعداد کو جماعتی خبروں اور پروگراموں سے باخبر رکھنے کے لئے رسالہ "اخبارِ احمدیہ جرمنی" ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ پہلے یہ رسالہ جماعت احمدیہ جرمنی کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر PDF کی شکل میں پیش کیا جارہا تھا لیکن اب رسالے کے مضامین، رپورٹس اور دیگر مواد نئی ویب سائٹ پر متن کی شکل میں بھی فراہم کیا جاسکے گا جو کثیرالاستعمال ہوگا۔ یہ ویب سائٹ اُردو خطِ نستعلیق کے ساتھ تیار کیا گیا ہے جسے موبائل فون پر بھی آسانی دیکھا جاسکتا ہے۔ ویب سائٹ کا ابتدائی خاکہ مکرم نوید اعوان صاحب نے تیار کیا جس پر مکرم شیراز محمود صاحب کارکن نیشنل شعبہ تبلیغ جرمنی اور خاکسار فیروز ادیب اکمل مربّی سلسلہ (تاریخ و اخبار احمدیہ جرمنی) نے مزید کام کر کے ویب سائٹ کو حتمی شکل میں ڈھالا اور مواد اپلوڈ کیا۔

تاریخ کمیٹی جماعت احمدیہ جرمنی

احبابِ جماعت کو جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ سے آگاہ کرنے کے لئے تاریخ کمیٹی جرمنی کا ویب سائٹ اُردو اور جرمن دونوں زبانوں میں تیار کیا گیا ہے۔ ویب سائٹ پر اہم تاریخی مواد کے علاوہ جماعت احمدیہ جرمنی کے سو سال مکمل ہونے پر ایک سو سالہ ٹائم لائن بھی فراہم کی گئی ہے۔ آئندہ بھی جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ سے متعلقہ مواد اس میں شامل کیا جاتا رہے گا جس میں خلفائے سلسلہ کے دورہ جات، مساجد و شعبہ جات کی تاریخ، جماعتی اداروں سے متعلقہ تاریخی مواد وغیرہ شامل ہے۔ اس ویب سائٹ کو مکرم ہارون باسل صاحب نے تیار کیا ہے۔ موصوف کچھ ماہ قبل ہی پاکستان سے جرمنی آئے ہیں۔ اس کے علاوہ ویب سائٹ کے جرمن سیکشن میں مکرم فائز احمد صاحب مربی سلسلہ نے خدمت کی توفیق پائی ہے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

آہ! پروازی صاحب چل بسے

انا للہ وانا الیہ راجعون

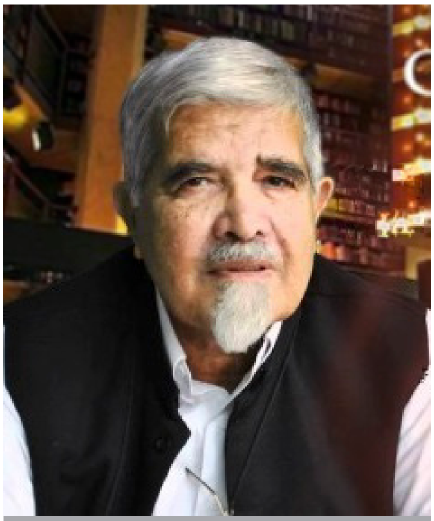

نہایت دکھ کے ساتھ یہ افسوسناک خبر سنی گئی کہ ایک معروف احمدی ادیب، محقق، شاعر اور تعلیم الاسلام کالج کے سابق پروفیسر مکرم ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی صاحب مؤرخہ 28 ستمبر 2023ء کو بعمر 87 سال کینیڈا میں بقضائے الٰہی اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ نے پاکستان کے علاوہ جاپان اور سویڈن میں بھی ممتاز اداروں میں اردو زبان کی قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ جن میں سویڈن کی یونیورسٹی میں کئی سال تک ریسرچ پروفیسر اور نوبل پرائز کمیٹی برائے لٹریچر کے 16 سال تک رُکن رہے۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ محبّت وفدائیت کا تعلق رکھتے تھے۔

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی محترم پروازی صاحب کے انتقال پُر ملال پر جملہ لواحقین سے تعزیت کے ساتھ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے، آمین۔

محترم پروازی صاحب کے بارہ میں تفصیلی مضمون آئندہ شمارہ میں شائع کیا جائے گا، ان شاءاللہ۔

تحریک جدید
ایک الٰہی اور آسمانی تحریک

مکرم چودھری حمید اللہ ظفر صاحب

سیکرٹری تحریک جدید جرمنی

تحریکِ جدید ایک الٰہی اور آسمانی تحریک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر حضرت مسیح موعودؑ کو 1891ء میں ایک کشف کے ذریعہ دی تھی جس میں خدا تعالیٰ نے آپؑ سے پانچ ہزار مجاہدین دینے کا وعدہ کیا تھا۔ یہی وہ پانچ ہزار مجاہدین ہیں جنہوں نے تحریک جدید کے دفتر اوّل میں مالی خدمات سرانجام دی ہیں اور ایک کتاب کی صورت میں ان کے نام تاقیامت زندہ و جاوید رہیں گے۔ یقیناً آنے والی نسلیں بھی اپنے بزرگوں کی اس قربانی پر فخر کریں گی اور ان کی طرف سے ادائیگی کرتے ہوئے ان کے ناموں کو زندہ رکھیں گی، ان شاءاللہ۔

1933-34ء میں جماعت احمدیہ کو بہت مشکلات سے گزرنا پڑا۔ مخالفینِ احمدیت نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی ٹھان لی اور منارۃ المسیح کو اکھیڑ دینے اور دریائے بیاس میں بہانے کی دھمکیاں دیں۔ حالات اس قدر خراب ہوگئے کہ حفاظت کی ڈیوٹی کی غرض سے بیرونِ قادیان سے خدام کو بلایا گیا۔ مخالفت کی ان خوفناک آندھیوں میں حضرت مصلح موعودؓ خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مصروف اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے طلبگار تھے۔ تب اللہ تعالیٰ کے رحم نے جوش مارا اور حضرت مصلح موعودؓ کو تحریکِ جدید جاری کرنے کا اذن فرمایا۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

’’مَیں نے کہا ہے کہ میں نے تحریک جدید جاری کی۔ مگر یہ درست نہیں۔ میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی میں بالکل خالی الذہن تھا۔ اچانک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور مَیں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کردیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے‘‘۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 27 نومبر 1942ء، مطبوعہ الفضل 2 دسمبر 1942ء)

’’ہماری تحریک تو درحقیقت پرانی ہے اور ہم تعلیم کے لحاظ سے تیرہ سو سال پیچھے جاتے ہیں تو تحریکِ جدید اس کا نام صرف اس لئے ہے کہ دنیا اس سے ناواقف ہو چکی تھی۔ اور یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہمیں ایک پرانی چیز کو نئی کہنا پڑا کیونکہ لوگ اس سے ناواقف ہو چکے تھے اور جدید نہیں بلکہ قدیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے جس طرز پر زندگی بسر کی ہم تحریک جدید کے ذریعے اسی کے قریب قریب لوگوں کو لانے کی کوشش کررہے ہیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ 30 اپریل 1943 بحوالہ الفضل 23 مئی 1943ء)

ایک اور جگہ آپؓ فرماتے ہیں کہ

’’تحریکِ جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جن میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اسی طرح مستحق ہوںگے جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہؓ اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے مورد ہوئے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 18 نومبر 1938ء بحوالہ روزنامہ الفضل قادیان صفحہ 24،12 نومبر 1938ء)

نیز فرمایا:

’’حضرت مسیح موعودؑ دعا کر چکے ہیں کہ اے خدا وہ شخص جو میرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما اور آفات اور مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔ پس وہ شخص جو اس تحریک میں حصہ لے گا اسے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے بھی حصہ ملے گا اور پھر وہ میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہوجائے گا‘‘۔

(الفضل 4 دسمبر 1937ء، روزنامہ الفضل بحوالہ 8 نومبر 2014ء)

اس بابرکت الٰہی تحریک کا سالِ رواں قریب الاختتام ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دل کھول کر اس میں حصہ لیں اور اپنے بزرگوں کی قربانیوں کو زندہ رکھیں۔ خدا تعالیٰ کرے ہم ان انعامات کے پانے والے ہوں جن کی خوشخبریاں ہمیں دی گئیں ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری قربانی کرنے کی روح کو بڑھائے اور ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت کی آغوش میں سموئے رکھے، آمین۔

مسجد بیت النصر کولون میں

بین المذاہب اَمن کانفرنس کا انعقاد

رپورٹ: محمد انیس دیالگڑھی

کولون جرمنی کا چوتھا بڑا شہر ہے اور یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ فضل عمر مسجد ہمبرگ، نور مسجد فرانکفرٹ اور ناصر باغ گروس گیراؤ کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی کا چوتھا مرکز کولون شہر میں ہی قائم ہوا۔جس کا افتتاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1985ء میں فرمایا تھا۔

کولون شہر میں دس سال قبل بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔جس کی ہر چھ ماہ بعد ایک میٹنگ ہوتی ہے اور ہر سال ایک دن اَمن کانفرنس منعقد کر کے دنیا میں امن کے قیام کے لیے دعا کی جاتی ہے۔اس دعا میں مختلف مذاہب کے نمائندگان شامل ہوتے ہیں۔مکرم محمود احمد ملہی صاحب مربی سلسلہ کولون نے بتایا کہ ایک ایسی ہی میٹنگ میں خاکسار نے دعا کی کہ اگلی بین المذاہب کانفرنس ہماری مسجد میں ہو تو کیا ہی خوب ہو۔میری یہ دعا یوں قبول ہوئی کہ میٹنگ کے آخر پر لارڈ میئر نے جب پوچھا کہ آئندہ پروگرام کہاں منعقد کیا جائے تو خاکسار نے فوراً ہاتھ کھڑا کر کے درخواست کی کہ اس سال جماعت احمدیہ جرمنی، جرمنی میں اپنے قیام کے سو سال مکمل ہونے پر جشن تشکر منا رہی ہے۔مَیں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اَمن عالم کے لیے دعا کی تقریب ہماری مسجد بیت النصر میں منعقد ہو۔چنانچہ میری یہ تجویز قبول کر لی گئی اور 21 ستمبر 2023ء کو یہ تقریب بیت النصر کولون میں منعقد ہوئی۔

کولون شہر کی لارڈ میئر Henriette Reker صاحبہ جماعت کی دعوت پر پہلی بار مسجد بیت النصر تشریف لائیں۔ 6:10 بجے کانفرنس کے آغاز میں مکرم مربی صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد Frau Schaper نے پروگرام کی نظامت کرتے ہوئے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا ہم ہمیشہ کی طرح آج بھی اَمن کے لیے دعا کریں گے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو جنگ سے متاثر ہوئے ہیں اور بے گھر ہوئے ہیں۔اس کے بعد کیتھولک چرچ کے نمائندہ Bernd Skoppek نے سٹیج پر آ کر سب کو خوش آمدید کہا اور خدا سے اَمن کے حصول اور جنگوں کے خاتمے کے لیے دعا کی۔ اُن کے بعد ایک کیتھولک گروپ نے ترانہ کے رنگ میں منظوم دعا کی۔ بعدازاں یوکرائن کے ایک پادری، بدھ مذہب، کیتھولک چرچ کولون، بہائی مذہب، ایران کے فرقہ بایان، پروٹسٹنٹ چرچ کے نمائندگان نے اپنی اپنی مذہبی کتب میں سے امن و آشتی سے متعلق تعلیم پڑھ کر سنائی اور امن عالم کے لیے دعا کی۔اس دوران ایک موقع پر ماڈریٹر صاحبہ نے کہا کہ اب جس کو مَیں دعوت دینا چاہتی ہوں وہ مہمان نہیں بلکہ آج کے میز بانوں میں شامل ہیں یعنی جماعت احمدیہ کولون کے صدر مکرم فصیح الدین صاحب۔ صدر صاحب نے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے بعد کہا کہ اس مسجد کا نام بیت النصر ہے۔جس کا مطلب ہے مدد کا گھر۔لہٰذا ہم ہر وقت ہر کسی کی مدد کے لیے تیار ہیں اور یہ ہمارا فرض ہے۔ہم میں سے اکثر ایسے ہیں جن کو ہجر لاحق

کولون شہر کی لارڈ میئر Henriette Reker صاحبہ کیک کاٹ رہی ہیں

مکرم محمود احمد ملہی صاحب مربی سلسلہ حاضرین کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کر رہے ہیں

ہے اور مجبوراً اپنا وطن چھوڑنا پڑا ہے۔ مَیں بھی انہی میں سے ایک ہوں لہٰذا ہمیں غریب الوطنی کی تکلیف کا بھرپور احساس ہے۔ آپ نے دنیا کے مختلف حصوں میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم اور تکلیف دہ حالات کا اور جرمنی میں پیش آنے والی مشکلات کا بھی ذکر کیا۔

اس موقع پر بعض پناہ گزینوں نے بھی اپنے تکلیف دہ اور دردناک حالات بیان کئے۔ پھر ماڈریٹر صاحبہ نے پناہ گزینوں کی امداد کے لیے بنائے جانے والے قانون کا پس منظر بیان کیا جس کے بعد منظوم دعا کی کہ اے ارحم الراحمین ہم پر رحم فرما۔ آخر پر مکرم محمود احمد ملہی صاحب مربی سلسلہ نے بےکس، ضرورت مندوں اور مہاجرین سے حسن سلوک کے متعلق اسلام کی حسین تعلیم آنحضرت ﷺ کی سنّت اور ارشادات کی روشنی میں پیش کی۔ مربی صاحب نے اقوام متحدہ کی منظور شدہ دعا پڑھی اور جملہ مہمانوں نے بھی ان کے ساتھ یہ الفاظ دُہرائے۔

دعا کے بعد مربی صاحب نے محترمہ لارڈ میئر صاحبہ کو خیالات کے اظہار کی دعوت دی۔ محترمہ لارڈ میئر صاحبہ نے بھی تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور شکریہ ادا کیا کہ آج ہم سب پہلی بار ایک مسجد میں جمع ہیں۔ امن و آشتی کی خواہش نے ہم سب کو اس پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا ہے۔ بہت سے لوگ یہاں جرمنی میں مظلوموں کی مدد کر رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ بھی اس میں شامل ہے۔ آج کی شام میں خاص طور پر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی۔ ہم سب کو آپس میں مزید حوصلہ اور رواداری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اور یہی بین المذاہب امن کانفرنس کے قیام کا مقصد ہے۔ مذہب میں بہت بڑی طاقت ہے جو معاشرے کو بدل سکتی ہے۔ یہ طاقت حقیقی اَمن کی چابی ہے۔ آج ہم صرف بین المذاہب کانفرنس میں شرکت کے لیے ہی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ جرمنی کے قیام کے سو سال پورے ہونے کی خوشی بھی منا رہے ہیں۔ جس کی میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں اور ایک بار پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

پھر جماعت احمدیہ جرمنی کی سو سالہ تاریخ پر مشتمل ایک ویڈیو سکرین پر دکھائی گئی۔ اس کے دوران لارڈ میئر صاحبہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی تعلیم واقعی اَمن پسند ہے اور جماعت اس کا عملی اظہار بھی کرتی ہے۔ ویڈیو میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ فقرہ کہ ”ہم دِلوں کو جیتنے کی کوشش کریں گے“ سن کر کہا کہ آپ واقعی دل جیتنے والے لوگ ہیں اور آپ (مکرم محمود احمد ملہی صاحب) کے بارہ میں تو مَیں کہہ سکتی ہوں کہ آپ دل جیتنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

آخر پر مکرم مربی صاحب نے محترمہ لارڈ میئر صاحبہ کو کیک کاٹنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ یہ مسجد قریباً 40 سال سے قائم ہے مگر کبھی کوئی لارڈ میئر یہاں تشریف نہیں لائے۔ مگر اس سال جبکہ ہم سو سالہ جشن منا رہے ہیں تو یہاں کی لارڈ میئر بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ تقریب کے آخر میں تمام مہمانوں کے لیے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔ لارڈ میئر صاحبہ دیر تک مسجد میں موجود رہیں اور مختلف امور پر گفتگو کرتی رہیں۔ جماعت احمدیہ کولون کی طرف سے سو سالہ تاریخ پر مشتمل تیار کردہ یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا اور تبلیغ کا ایک اور موقع میسر آیا، الحمدللہ۔ اس پروگرام کے کامیاب انعقاد میں جماعت کے احباب وخواتین نے ممکن تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزائے خیر سے نوازے، آمین۔

مسیحی مذہبی رہنماؤں کے ساتھ ایک میٹنگ

جماعت احمدیہ وٹلش (Wittlich) کو مورخہ 14 ستمبر 2023ء کو دعوت الی اللہ کا ایک پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں عیسائی مذہب کے دونوں بڑے گروہ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے راہنما شامل ہوئے۔

1. Herr. Dr.Karlheinz Musseleck Katholische Kirche
2. Herr. Reiner Marman Evangelische Kirche
3. Herr. Joachim Willmann. PAX Christi
4. Frau. ChristineFriedrich Dekant St.Bernard Kirche
5. Herr. Herman Hower
7. Herr. Rene Richscheid und
6. Herr Kneif

پروگرام میں شامل ہونے والے مہمان Wittlich شہر اور اس کے ساتھ ملحقہ علاقوں سے آئے تھے۔ ان کے علاوہ مذہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے والی ایک تنظیم Bistum Trier Akademie کے ڈائریکٹر Herr. Rene Richscheid بھی شامل ہوئے۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ بعدازاں جماعت احمدیہ جرمنی کی سو سالہ کارکردگی پر مشتمل ایک ویڈیو دکھائی گئی اور پھر شاملین کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ”کیا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا وجود سائنس کے ذریعہ ثابت کیا جا سکتا ہے“ کے موضوع پر قرآن کریم سے مختلف دلائل پیش کئے گئے جن کو مہمانوں نے دلچسپی سے سنا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ”اسلامی اُصول کی فلاسفی“ کا تعارف پیش کیا گیا اور بعض افراد کو کتاب پڑھنے کے لیے پیش کی گئی۔ پروگرام کے بعد کھانے کا بھی انتظام تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں دعوت الی اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(رپورٹ: مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب، مربی سلسلہ وٹلش)

پاکستان میں احمدی برادری

(تحریر: عبید ملک، بی بی سی اردو)

سنہ 2004ء کی ایک سرد شام، جب میں اپنے دوست کے ہمراہ ٹیوشن اکیڈمی سے فارغ ہو کر نکلا تو میرے لیے تو اکیڈمی سے سوزوکی سٹینڈ تک تقریباً دس منٹ کا پیدل راستہ تھا مگر میرے دوست کا گھر قریب ہی تھا۔ چند منٹ میرے ساتھ پیدل چلنے کے بعد میرے دوست نے اپنے گھر کی راہ لی اور میں اکیلا اُس سوزوکی سٹینڈ کی جانب چل پڑا جہاں سے میں نے اپنے گھر کے لیے سوزوکی پر سوار ہونا تھا۔ کچھ دیر پیدل چلنے کے بعد یوں گمان ہوا کہ شاید کوئی قدرے تیز قدموں کے ساتھ میرے قریب آنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کچھ وقت کے لیے تو مَیں نے توجہ نہ دینے اور چلتے رہنے کا فیصلہ کیا مگر ایک لمحہ ایسا آیا کہ جب میں پیچھے مُڑ کر دیکھنے پر مجبور ہو گیا تو جو منظر میرے سامنے تھا وہ آج بھی دل و دماغ سے نکلنے کا نام نہیں لیتا اور اس کا سوچ کر ہی جسم پر ایک کپکپی سی طاری ہو جاتی ہے۔ مَیں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو ایک نقاب پوش شخص میری جانب پستول تانے کھڑا تھا اور اس سے قبل کہ میں کچھ سمجھ پاتا اسی لمحے مجھ پر دو گولیاں چلیں۔ یہ صوبہ خیبر پختونخوا کا ایک گنجان آباد شہر تھا جہاں میں نے اپنا بچپن گُزارا تھا۔ اُسی شہر کی گلیوں میں میں کھیل کود کر بڑا ہوا، یہی شہر اُس وقت میری کُل دُنیا تھا۔ میں عمر کے اس حصے میں تھا جہاں آپ اپنے شہر سے باہر کسی کے بارے میں سوچتے بھی نہیں۔ اس قاتلانہ حملے کی وجہ میرے عقائد اور میرا مذہب تھا۔ میرا تعلق پاکستان میں سنہ 1974 میں اقلیت قرار دی جانے والی جماعت احمدیہ سے ہے۔ کسی کے پیچھا کرنے کے تصور نے مجھے چونکا دیا تھا اور اس کی بھی ایک وجہ تھی۔ اس حملے سے چند روز قبل مجھے ایک سرکاری ادارے میں چھوٹی سی ملازمت ملی جہاں کسی نے میرے مذہبی عقائد کے بارے میں لوگوں کو بتا دیا۔ اس کے بعد ایک کمرے میں چند سینیئر کولیگز نے بُلا کر پہلے تو میرے مذہبی عقیدے کی بابت تصدیق کی اور بعد میں وہ اس بات پر اصرار کرنے لگے کہ اس سے پہلے کہ 'ہم اپنے آپے سے باہر ہو جائیں تم اپنا قبلہ درست کر لو اور کلمہ پڑھ کر اپنے عقائد سے توبہ کر لو'۔ اسی بحث اور میرے ایسا نہ کرنے کے اصرار پر ایک دوست، جو انہی میں شامل تھا، نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کمرے سے یہ کہتے ہوئے باہر لے کر نکلا کہ 'آپ سب ہمارا انتظار کریں میں اسے ایسا کرنے پر راضی کر کے واپس لے کر آتا ہوں'۔ وہ مجھے لے کر دفتر کے مرکزی دروازے پر پہنچا۔ میرے سامنے بھری آنکھوں کے ساتھ ہاتھ جوڑے اور کہا 'یار خدا کے لیے بھاگ جا، یہ تجھے نہیں چھوڑیں گے'۔ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کی جانے والی اس نیکی کے بدلے میرے اُسے دوست کو کیا سزا ملی۔ اس شہر سے محبت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ متوسط گھرانے سے تعلق رکھنے اور والد کی ملازمت کی وجہ سے اس شہر سے زیادہ دیر کے لیے کبھی باہر نہیں رہا تھا اور شاید ابا جان ہمیں خود سے دور اس وجہ سے بھی نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ 80 کی دہائی میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے جلاؤ گھیراؤ اور قتل و غارت کے واقعات کے چشم دید گواہ بھی تھے۔ وہ اکثر ہمیں شام ڈھلنے سے قبل گھر لوٹنے کی تاکید کیا کرتے تھے اور اس واقعے سے پہلے تک مُجھے ابا جان کے جلد گھر لَوٹنے کا کہنے کی وجہ بھی معلوم نہیں تھی۔

مگر اُس سرد شام کے حملے نے میری زندگی میں بہت سی چیزیں بدل کر رکھ دیں، گھر سے نکلنا انتہائی محدود ہو گیا، بچپن کے دوست چھوٹ گئے، کرکٹ اور سوئمنگ تک اپنے تمام شوق چھوڑنا پڑے۔ مَیں نے شاید زندگی میں پہلی مرتبہ اُس شہر کو مجبوراً چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ دل و دماغ میں بہت سی چیزیں تھیں 19 سال کی عُمر میں ہونے کے باوجود گھر سے شام کے بعد اکیلے باہر نہ نکلنے کی تاکید کرنے والے والدین کے کہنے پر میں نے شہر چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔

خیبر پختونخوا سے ایک اور بڑے شہر کا سفر

رات کی تاریکی میں وہ شہر چھوڑا جہاں میں پیدا ہوا تھا، سکول گیا تھا اور اپنا بچپن گزار۔ یہاں سے میں پاکستان کے ایک بڑے شہر یہ سوچ لیے ہوا پہنچا کہ شاید وہاں زندگی پُرسکون گزرے گی اور کسی کو شاید یہ نہ پتا چل سکے گا کہ میرے عقائد کیا ہیں یا میرا تعلق کس مذہب سے ہے۔ بس سٹینڈ سے مسافر مکمل ہونے پر گاڑی چلی تو رات کا وقت اور ذہنی تھکاوٹ کے باوجود آنکھوں میں نیند نہیں تھی، ہاں ایک عجیب سا خوف ضرور تھا۔ اُس رات کے نہ ختم ہونے والے سفر کے دوران ذہن میں گھومنے والے چند سوالوں میں کہ کہاں رہوں گا، کون رکھے گا، کیا کروں گا، کیسے کروں گا، تعلیم جاری رہے گی کہ چھوڑ کر کوئی ملازمت کرنا پڑے گی جیسے نا جانے کون کون سے سوال آتے اور جاتے رہے۔ مطلوبہ مقام پر پہنچا تو میری ماں جیسی انتہائی شفیق خالہ اور والد کی طرح پیار کرنے والے خالو نے میرے لیے اپنے گھر کے دروازے کھول دیے۔ بڑے بھائی پہلے سے ہی اُن کے ہاں رہ رہے تھے۔ ابا جان نے میرے شہر چھوڑنے کے بعد اپنی سرکاری ملازمت چھوڑنے کا فیصلہ کیا کیونکہ اُنھیں بھی ترقی دینے کے لیے انتظامیہ نے یہ شرط رکھی کہ اپنا مذہب تبدیل کر لیں تو ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں فوراً مل جائے گی۔ اس سب سے تنگ آ کر انھوں نے بھی چند سال کے اندر ہی اُسی شہر منتقل ہونے کا فیصلہ کیا جہاں ہم دونوں بھائی رہ رہے

تھے۔ نئے شہر میں جہاں ہم نے مکان کرائے پر حاصل کیا تو وہاں چند ماہ تو پُرسکون گُزرے مگر ایک دن جب ابا جان صبح سویرے سیر کے لیے نکلے تو گھر کا مرکزی دروازہ کھولنے میں مُشکل ہوئی۔ کوشش کرنے پر جب دروازہ کھلا تو دروازے کے باہر کی جانب ہمارے (جماعت احمدیہ کے) خلاف سات سے آٹھ مختلف سٹیکرز چسپاں تھے جن پر احمدیوں کے ساتھ تعلق، لین دین اور اُن کے واجب قتل ہونے سے متعلق الفاظ اور نعرے تحریر تھے۔ اُس دن کے بعد سے ہم نے محتاط ہو کر رہنے کا فیصلہ کیا مگر چند ہی دن میں اس کے اثرات سامنے آنے لگے۔ مقامی دکانداروں نے بائیکاٹ کیا، حالات یہاں تک پہنچے کے گھر کی صفائی کے لیے جھاڑو جیسی عام سی چیز کے لیے بھی ہمیں اپنی مقامی مارکیٹ کے بجائے شہر کے دیگر ایسے بازاروں تک جانا پڑتا تھا جہاں ہمیں کوئی جانتا پہچانتا نہیں تھا۔

کرائے پر مکان ملنے میں مُشکلات

سٹیکرز چسپاں ہونے کے واقعے کے بعد مالک مکان پر دباؤ ڈالا گیا اور ہمیں گھر خالی کرنا پڑا، جہاں اس کے بعد منتقل ہوئے وہاں بھی پانچ ماہ بعد ہمارے عقائد کے بارے میں پتہ چل گیا۔ گھر کی خواتین کے مخصوص برقعوں اور مردوں کے مقامی مساجد میں نہ جانے، علاقے میں پہلے سے رہنے والے احمدیوں سے تعلقات کی وجہ سے ہماری نشاندہی آسانی سے ہو جاتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک مکان کرائے پر حاصل کرنے کے لیے بیانہ اور سکیورٹی تک دے دیا مگر جب شفٹنگ کے لیے گھر کی چابی مانگی تو مالک مکان نے یہ کہہ کر انکار کر دیا اور پیسے ہاتھ میں تھمانے کی بجائے زمین پر رکھ دیے کہ آپ تو 'کافر' ہیں۔ اس بڑے اور محفوظ سمجھے جانے والے شہر میں اب تک ہم کئی مکانات تبدیل کر چکے ہیں، اخبار والا اخبار نہیں دیتا کہ آپ احمدی ہیں، دودھ والا دودھ نہیں دیتا کہ آپ احمدی ہیں۔

حالات مُشکل سے مُشکل تر ہوتے جا رہے ہیں

چند ماہ قبل ہمارے خاندان کو تب ایک اور مُشکل اور تکلیف دہ وقت سے گُزرنا پڑا جب میرے کزن کی بیٹی کو ورغلا کر اغوا کر لیا گیا۔ طویل تگ ودو اور پولیس کی مدد سے جب ہم اُن کے بارے میں پتا لگانے میں کامیاب ہوئے تو عدالت میں پہنچ کر یہ بیان دلوا دیا گیا کہ 'مَیں نے اپنے والدین اور اپنے گھر کو اپنی مرضی سے چھوڑا اور میں اب اُن سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی'۔

اُس بچی کے اس بیان کے ساتھ ہی ایک نکاح نامہ بھی عدالت میں جمع کروا کر پولیس کو مزید کارروائی سے روک دیا گیا۔ اس واقعے کے کُچھ دن بعد جب علاقے میں اثرورُسوخ رکھنے والے افراد سے رابطہ کیا گیا تو انھوں نے مدد کرنے یقین دہانی کروائی مگر ایک دن اُن کی جانب سے بھی یہ کہہ کر جواب دے دیا گیا کہ آپ کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کا تعلق 'جماعت احمدیہ' سے ہے۔ میرے اُن کزن کا تعلق مزدور طبقے سے تھا۔ وسائل کی کمی اور عدالتوں کے چکروں نے اُن سے ان کی جمع پونجی تک چھین لی مگر بے بس ہو کر اُس باپ کو اب اپنی بیٹی کی واپسی کی کوئی اُمید نظر نہیں آتی۔ ان حالات کا سامنا صرف مجھے یا میرے گھر والوں کو نہیں بلکہ پاکستان میں بسنے والے سینکڑوں ہزاروں احمدیوں کو ہے جن کے شب و روز اسی خوف کے سائے میں گزرتے ہیں کہ کب کوئی اُن کی جان و مال پر صرف اُن کے عقیدے کی وجہ سے حملہ آور ہو جائے۔

آج میں شادی شدہ ہوں اور دو بچوں کا باپ ہوں۔ میں آج بھی اپنے بزرگ والدین کے ساتھ رہتا ہوں مگر اس کے باوجود شام ڈھلتے ہی اگر گھر پہنچنے میں تاخیر ہو جائے تو ابا جان کا فون یہ جاننے کیلئے آتا ہے کہ میں اب تک گھر کیوں نہیں پہنچا، سب خیر تو ہے ناں؟

میری جانب سے گھر پہنچنے میں تھوڑی سی بھی تاخیر والدین کے لیے پریشانی کا باعث ہوتی ہے۔ میرے ساتھ جو بھی ہوا، سب زخم آج بھی اُس وقت تازہ ہو جاتے ہیں جب مجھے کسی اور احمدی کے ساتھ پیش آنے والے تکلیف دہ واقعے کے بارے میں پتا چلتا ہے۔

میرے دل سے اس مُلک کے لیے موجود محبت کوئی نہیں نکال سکتا، یہاں اپنے ہیں مگر موجودہ حالات کو دیکھ کر اپنے بچوں کے مستقبل کا سوچ کر نہ چاہتے ہوئے بھی بھری آنکھوں اور ٹوٹے دل کے ساتھ اُس شہر کی طرح اس مُلک کو بھی چھوڑ جانے کا دل کرنے لگا ہے۔ بزرگ والدین بھی یہ کہنے لگے ہیں کہ بچوں کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ مگر آج تک اُن سے یہ نہیں کہہ پایا کہ اپنی زندگی سے زیادہ عزیز اُن دو سایہ دار درختوں کو چھوڑ کر کیسے کہیں اور اپنا گھر بناؤں؟

سات ستمبر 1974ء کی دوسری آئینی ترمیم

جماعت احمدیہ کے اراکین سنہ 1974ء سے پہلے مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ گردانے جاتے تھے لیکن ذوالفقار علی بھٹو کے دَور میں پارلیمان نے انھیں غیرمسلم قرار دے دیا تھا۔ تاہم سلسلہ یہیں نہیں رُکا بلکہ سنہ 1984 میں فوجی صدر جنرل ضیاءالحق کے دور میں احمدیہ برادری کے خلاف ایک آرڈیننس جاری کیا گیا۔ اس آرڈیننس کے مطابق تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298 بی اور 298 سی کے تحت اب جماعت احمدیہ کا کوئی رکن خود کو مسلمان ظاہر کرے، اپنی عبادت گاہوں کے لیے کوئی اسلامی اصطلاح استعمال کرے، 'السلام علیکم' کہے یا 'بسم اللہ' پڑھے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہے یا وہاں اذان دے تو اسے تین برس قید کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

سنہ 1974ء کے بعد آج احمدیوں کو غیرمسلم قرار دیے جانے کے سرکاری فیصلے کو 49 سال مکمل ہو چکے ہیں۔ گذشتہ 49 سال کے دوران سینکڑوں احمدیوں کو صرف ان کے مذہبی عقائد کی بنیاد پر قتل کیا گیا، ان کی املاک پر حملے کیے گئے جس کے باعث بہت سے احمدی گھرانے نہ صرف اپنا گھر بار بلکہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ 49 سال بعد بھی یہ نفرت تھمنے کا نام نہیں لے رہی اور احمدی عبادت گاہوں پر تواتر سے حملے کیے جا رہے ہیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر سچ پوچھئے تو میں آج بھی گھر سے یہ سوچ کر نکلتا ہوں کہ شاید آج میری زندگی کا آخری دن ہو۔

(بشکریہ: بی بی سی، آن لائن سروس)

تاریخِ جرمنی (انیسویں قسط)

مرتّبہ: مدبّر احمد خان

تاریخ جرمنی

فرانس میں واقع Louis XIV کے محل Versailles کا عکس

تیس سال کی جنگ کے بعد امن پورے یورپ کے لیے ضروری تھا۔ تین سالوں پر محیط مذاکرات کے بعد یہ معاہدہ وجود میں آیا جسے Peace of Westphalia کہا جاتا ہے۔ یہ معاہدہ جرمنی کے لیے اصل میں ایک دستور کی حیثیت رکھتا تھا۔ امن کی راہ نکالنے کے لیے مذاکرات کے شرکاء نے ایسے حل نکالے کہ کم وبیش ڈیڑھ سَو سال تک جرمنی میں مجموعی طور پر امن قائم رہا۔ اس معاہدے کے اہم نکات یہ ہیں۔

1۔ مذہبی آزادی یعنی ”cuius regio, eius religio“ کے اصول کو دوبارہ قانون کا حصہ بنایا گیا، یعنی جس کا علاقہ ہوگا اسی کا مذہب ہوگا۔ اس طرح کیتھولس ازم اور پروٹیسٹنٹ ازم کی بنیاد پر جنگ اور لڑائی کا ازسرِ نَو خاتمہ کیا گیا۔ مگر اس مرتبہ Calvinism کو بھی بطور مذہب کے تسلیم کر لیا گیا۔

2۔ جرمنی چونکہ بہت سے چھوٹے علاقوں (جن میں سے کچھ آج صوبوں کی حیثیت رکھتے ہیں) میں تقسیم تھا جس پر کوئی بڑا خاندان حکومت کرتا تھا، لہٰذا قیامِ امن اور طاقت کو ایک اچھے توازن میں رکھنے کے لیے اُن علاقوں کو خودمختاری دے دی گئی۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ سترہویں صدی میں ہی جرمنی کے چھوٹے علاقوں کو خودمختاری حاصل ہو چکی تھی۔ یوں رومن ایمپائر کی حیثیت اب ایک union سے زیادہ نہیں رہی تھی۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ Nation states کی بنیادیں اسی خودمختاری میں مضمر ہیں۔

3۔ اسی کے نتیجے میں ایک Reichstag وجود میں آیا جس میں پوری مملکت سے متعلق فیصلوں کے لیے علاقے اپنے نمائندے بھیجا کرتے تھے۔ جسے آج کے دَور کی قومی پارلیمان سمجھا جا سکتا ہے۔ گو کہ علاقائی خودمختاری کے باعث Reichstag کے وہ اختیارات نہ تھے۔

4۔ اس معاہدے کے تحت Netherlands جو اس وقت تک ہسپانیہ کے قبضے میں تھا، اب آزاد ملک کی حیثیت اختیار کر گیا۔ بایں ہمہ جرمنی کے پڑوس یعنی فرانس میں اب مطلق العنان بادشاہت کا دَور شروع ہوتا ہے۔ اس بادشاہت کے لیے Absolutism کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ اور اس وقت کے بادشاہ Louis XIV کو بادشاہِ آفتاب بھی پکارا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ حقیقتاً سورج کی طرح پوری مملکت اور خصوصاً اپنے محل میں چھایا رہتا تھا۔ سلطنت کی ہر چیز سیاروں کی طرح اس کے گرد گھومتی تھی۔ وہ، اس کا خاندان، اور دیگر نجیب زادے نہایت پُرتعیش زندگی Versailles کے محل میں گزارتے تھے۔ جبکہ عوام کا ایک بڑا حصہ کسمپرسی میں عمر گزار دیتا تھا۔ ان کی زندگی کا اندازہ آج بھی اس محل کی زیارت سے ہو سکتا ہے۔ Versailles فرانس کے شہر پیرس سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

فرانس ایک بہت بڑی طاقت تھا اور جس طرح لوئی سورج کی طرح فرانس پر چھایا ہوا تھا، اسی طرح جرمنی کے مغربی علاقوں پر فرانس کا سایہ مستقل خطرے کی طرح منڈلاتا رہتا تھا۔ تیس سالہ جنگ کا اگر کوئی فاتح تھا تو وہ فرانس ہی تھا۔ اور فرانس یورپ میں اپنی طاقت کو بڑھانا چاہتا تھا۔ ایک طرف آسٹریا، دوسری طرف برطانیہ تو تیسری طرف فرانس بڑی طاقتیں تھیں۔ اس کے علاوہ Prussia آسٹریا کا مخالف تھا اور یورپ کی چوتھی بڑی طاقت سمجھا جاتا تھا، جبکہ رُوس پانچویں بڑی طاقت تھا۔

فرانس کو تیس سالہ جنگ کے بعد جرمنی کے کچھ مغربی حصے ملے تھے، لیکن وہ اپنا تسلّط مزید بڑھا رہا تھا۔ پہلے تو کچھ مغربی علاقوں کے تعاون کے معاہدوں سے فرانس کا اثرورسوخ جرمن قیصر کے خلاف بڑھنے لگا۔ لیکن جب یہ اثرورُسوخ حد سے تجاوز کر گیا تو یہ معاہدے ٹوٹ گئے۔ تاہم فرانس نے مغربی جرمنی کے کچھ حصوں کا الحاق کروا لیا۔ 1681ء میں فرانس Strassbourg شہر پر بھی قابض ہو گیا لیکن جرمنی نے دفاع کی کوئی کوشش نہیں کی۔ جب 1689ء میں فرانس Pfalz کے علاقے پر بھی قابض ہو گیا تو جرمنی نے فرانس کی دشمن سلطنت برطانیہ کے تعاون سے جرمن علاقوں کا دفاع کیا اور سارے علاقے واپس حاصل کر لیے، سوائے Elsass کے علاقے کے۔ اور Strassbourg بھی اس علاقے کا حصہ تھا۔ یورپی سیاست میں پوری توجہ اس طرف تھی کہ کوئی بھی سلطنت دوسری سلطنتوں کی نسبت اتنی نہ بڑھ جائے کہ توازن خراب ہو۔ چونکہ سب سے زیادہ خطرہ فرانس کی طاقت سے تھا اس لیے برطانیہ کی توجہ اس طرف تھی کہ سیاسی طور پر فرانس اپنا تسلط بڑھا نہ پائے۔ اوپر درج کی گئی پانچ طاقتوں کے توازن میں ہی اَمن اور ان ملکوں کی بقا پنہاں تھی۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin

Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002

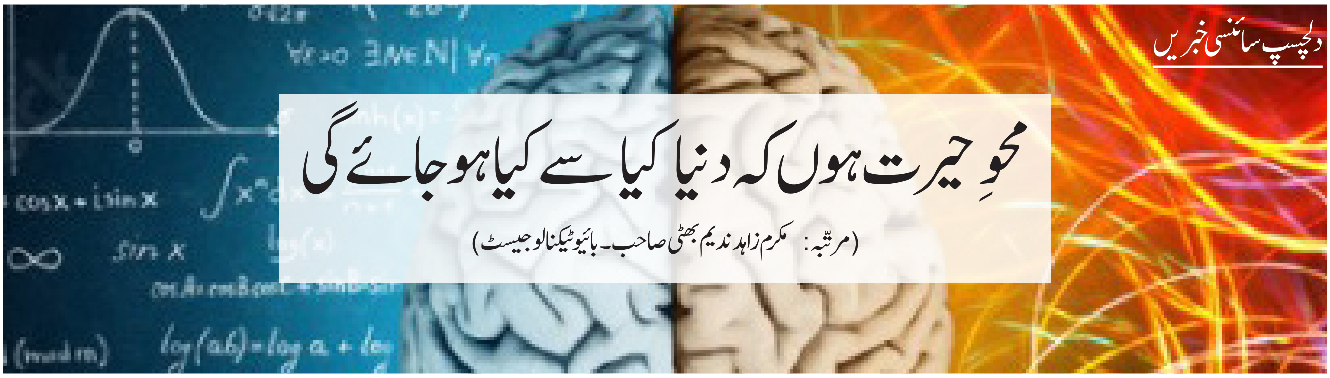

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

کس کروٹ سونا بہتر ہے

ڈنمارک میں محققین نے سونے سے پہلے بعض لوگوں کی ران، کمر اور بازوؤں پر موشن سینسر ڈیٹیکٹر نصب کیئے تا کہ ان کی سونے کی پسندیدہ پوزیشن کا تعین کر سکیں۔ انہیں معلوم ہوا کہ سوتا ہوا شخص بستر پر قریب نصف وقت ایک طرف ہو کر گزارتا ہے جبکہ اس کا 38 فیصد وقت کمر کے بل اور سات فیصد اُلٹے لیٹ کر گزرتا ہے۔

کوئی جتنا عمر رسیدہ ہو، وہ اتنا ہی زیادہ وقت ایک طرف لیٹ کر سوتا ہے۔ اکثر لوگوں نے بتایا کہ وہ دوسری پوزیشنز کے مقابلے میں دائیں جانب کروٹ لے کر بہتر سو پاتے ہیں۔ وہ دائیں کروٹ سونے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس طرح بہتر نیند آتی ہے۔ ترجیح کی فہرست میں اس کے بعد کمر کے بل سونے کا نمبر آتا ہے [1]۔

چندریان 3 کی کامیاب لینڈنگ

گزشتہ ماہ 23 اگست 2023ء کو انڈیا نے چاند کے تاریک کونے، یعنی قطب جنوبی، پر دنیا کا پہلا خلائی مشن اُتار کر تاریخ رقم کی تھی۔

چندریان تھری کے ذریعے چاند کی سطح پر 'وکرم' نام کا لینڈر اور 'پراگیان' نام کا روور اُتارا گیا جن کی مدد سے 10 دن تک معلومات اور تصاویر حاصل کرنے کے بعد

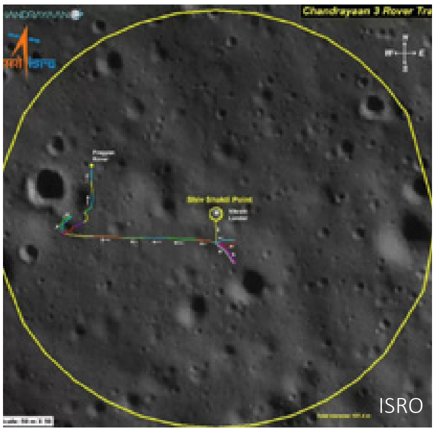

تجزیے کے لیے واپس زمین پر قائم کنٹرول روم میں بھیجی گئیں۔ اس ماہ کے آغاز میں سائنسدانوں نے ان مشینوں کو وقفہ دیا تا کہ وہ سورج کی روشنی کی مدد سے اپنی بیٹریاں چارج کر سکیں۔ انڈین سپیس ریسرچ آرگنائزیشن (اسرو) کا کہنا ہے کہ اب یہ مشینیں 22 ستمبر کے قریب 'بیدار' ہوں گی۔ دو ستمبر کو جب پراگیان روور کو بند کیا جانے والا تھا تو اس سے قبل اسرو نے اعلان کیا کہ یہ اب تک 100 میٹر کا سفر طے کر چکا ہے۔

واضح رہے کہ چھ پہیوں والا یہ روور ایک سینٹی میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے چل سکتا ہے۔ میلا مترا کا کہنا ہے کہ ایک اہم بات یہ ہے کہ اب تک یہ محفوظ رہا ہے اور چاند کی سطح پر موجود متعدد گڑھوں میں سے کسی میں گرا نہیں ہے [2]۔

بلڈ پریشر کم کرنے والی ورزشیں

ایک تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ آئسومیٹرک یعنی پٹھوں کو مضبوط کرنے کی ورزش جیسے وال سکواٹس یا پلانک بلڈ پریشر کم کرنے کے بہترین طریقوں میں سے ہیں۔ برطانوی محققین کا کہنا ہے کہ بلڈ پریشر کو کنٹرول کرنے کے لیے بہت سے رہنما اصول چلنے، دوڑنے، یا

سائیکل چلانے پر زور دیتے ہیں، یہ سب ایروبک مشقیں ہیں۔ برٹش جرنل آف سپورٹس میڈیسن میں شائع ہونے والے ایک تجزیے میں جس میں 16 ہزار افراد پر کیے گئے ٹیسٹس سے پتہ چلا کہ تمام قسم کی ورزشیں بلڈ پریشر کو کم کرنے کے لیے اچھی ہیں۔ تاہم ایروبک ورزش سے زیادہ دیوار کے ساتھ کیے گئے سکواٹس اور فرش پر پلانک کرنے سے بلڈ پریشر بہت کم ہوتا ہے [3]۔

1- www.bbc.com/urdu/articles/cyjgj3wenwlo
2- www.bbc.com/urdu/articles/c51gjgp19glo
3- www.bbc.com/urdu/articles/c99xv27w7wpo

ادبی صفحہ قسط دوم

(مرتبّہ: مدبّراحمد خان)

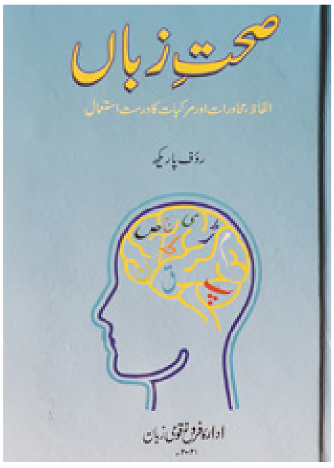

آتی ہے اردو زباں آتے آتے

رؤف پاریکھ صاحب کی کتاب "صحتِ زباں" سے چند اصلاحات

مین (می ن) میکھ (مے کھ)

اسے عام طور پر "مین میخ" لکھا جاتا ہے حالانکہ میخ تو فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں آہنی کیل نما شے یا کھونٹا یا موٹی کیل جو زمین میں گاڑی جاتی ہے۔ جبکہ "مین" (می ن) دیسی لفظ ہے (اسے آپ سنسکرت یا پراکرت یا اردو ہندی کہہ لیجیے)۔معنی ہیں: مچھلی۔ میکھ (مے کھ) بھی مقامی لفظ ہے اور معنی ہیں: مینڈھا۔لفظی معنی سے قطع نظر مین اور میکھ دونوں علمِ نجوم کی اصطلاحات ہیں اور یہ نام ہیں دو بُرجوں کے۔ مین دراصل بُرجِ حوت (Pisces) اور میکھ بُرجِ حمل (Aries) کا نام ہے۔ قدیم زمانے میں جب راجوں مہاراجوں کو کوئی اہم کام کرنا ہوتا تھا تو جوتش کے ماہرین کو بلا کر "شبھ گھڑی" پوچھی جاتی تھی جو ستاروں کی چال اور خاص طور پر مین اور میکھ دیکھتے تھے کہ ان میں کون سے ستارے یا سیارے موجود ہیں۔ اگر ان برجوں میں کوئی نحس سیارہ ہوتا تھا تو اس کام سے باز رہنے کا مشورہ دیا جاتا تھا۔ گویا یہ ایک طرح سے اعتراض کرنا ہوتا تھا۔ پس "مین میکھ نکالنا" اعتراض کرنا یا نکتہ چینی کرنا کے معنوں میں رائج ہو گیا۔ اسے مین میخ کہنا بے تکی بات کہی جائے گی۔ اب آپ یہ نہ کہیے گا کہ یہ صاحب تو مین میکھ نکالتے رہتے ہیں اور اگر کہیں تو خدارا اس کا تلفظ "میخ" نہ کیجیے گا۔ یہ ایک میخ ہوگی جو اردو کے سینے میں گاڑی جائے گی۔

"میرے پاکستانیو" یا "میرے پاکستانیوں"؟

بچوں کے ایک رسالے میں مدیر صاحب نے اداریے میں اپنے قارئین کو یوں مخاطب کیا "ساتھیوں!"۔ نہ پوچھیے کہ کس اذیت سے گزرنا پڑا۔ ایک اور رسالے میں لکھا دیکھا "پیارے بچوں"۔ یہ سوچ کر دل تڑپ گیا کہ بچوں کے رسالے کے مدیر کو اتنی اردو بھی نہیں آتی کہ بچوں کو درست املا میں مخاطب کر سکے تو رسالے کے معیار کا کیا عالم ہوگا اور بچے اس رسالے کو پڑھیں گے تو ان کی زبان دانی کا کس طرح جنازہ نکلے گا۔

لیکن افسوس کہ اب تو بعض اخبارات اور ٹی وی کے بعض چینل بھی اسی طرح لکھنے لگے ہیں اور جب کوئی سیاست داں جلسے میں قوم کو مخاطب کر کے کہتا ہے "میرے پاکستانیو!" تو چینل والے بڑے بڑے حروف میں لکھتے ہیں "میرے پاکستانیوں"۔ حالانکہ اردو قواعد کا یہ اصول تو سب کو معلوم ہے کہ جب کسی کو پکارا جائے اور جمع کا صیغہ ہو تو نون غنہ (ں) نہیں لکھا جائے گا۔یعنی "میرے پاکستانیو" درست ہے اور "میرے پاکستانیوں" غلط ہے۔ ہاں اگر پکارا نہ جا رہا ہو تو جمع کی صورت میں علامتِ جمع "وں" آئے گی۔مثلاً پاکستانیوں نے جوش و خروش سے یومِ آزادی منایا۔لڑکوں نے بہت شور کیا۔

جب "لوگوں" کو ہم پکاریں گے تو نون غنہ نکال کر بولیں گے "اے لوگو"۔

ادائی یا ادائیگی؟ حیرانی یا حیرانگی؟

اگرچہ "ادائیگی" لکھنے اور بولنے کا رواج بہت عام ہو گیا ہے اور جو چیز زبان میں رائج ہو جائے اسے بدلنا مشکل ہوتا ہے لیکن "ادائیگی" اصولاً غلط ہے اور اسے "ادائی" ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ "ادا" سے ہے۔ اور اگر ادا سے ادائیگی ہے تو کیا جدا سے جدائیگی اور خدا سے خدائیگی ہوگا؟ ظاہر ہے کہ جدا سے جدائی اور خدا سے خدائی ہے تو ادا سے ادائی ہوگا نہ کہ ادائیگی۔

"گی" تو فارسی کا لاحقہ ہے جو ان فارسی الفاظ کے آخر میں لگتا ہے جن کا اختتام "ہ" پر ہوتا ہو اور اس صورت میں "ہ" کو ہٹا کر "گی" لگاتے ہیں۔ مثال کے طور پر سنجیدہ، رنجیدہ، آمادہ، دیوانہ اور گندہ وغیرہ کے آخر میں سے "ہ" نکال کر "گی" لگائیں گے تو علی الترتیب یہ اسمِ کیفیت بنیں گے: سنجیدگی، رنجیدگی، آمادگی، دیوانگی اور گندگی وغیرہ۔

صحیح لفظ ہے "ادائی" نہ کہ ادائیگی۔ لیکن بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ ادائیگی اب اردو میں غلط العام ہے۔

کئی لوگ "حیرانگی" لکھتے اور بولتے ہیں جس پر ہمیں بہت "حیرانی" ہوتی ہے کیونکہ "حیرانگی" کوئی لفظ نہیں ہے۔ صحیح لفظ حیرانی ہے۔ آیئے اس لفظ کے املا کو ذرا تفصیل سے دیکھتے ہیں۔ یائے معروف (یعنی چھوٹی ی) اردو میں بطور لاحقہ اسمیّت و کیفیت لفظ کے آخر میں لگائی جاتی ہے جیسے آسان سے آسانی، ایمان سے ایمانی وغیرہ۔ لفظ حیران میں "ی" لاحقے کے طور پر لگائی جائے تو حیرانی بنے گا نہ کہ حیرانگی۔ اور اگر حیران سے حیرانگی بنانا ہے تو پھر ویران سے ویرانگی، پریشان سے پریشانگی، شیطان سے شیطانگی اور نادان سے نادانگی وغیرہ بننا چاہیے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ اور درست املا حیرانی، ویرانی، پریشانی، شیطانی اور نادانی وغیرہ ہوگا۔ اسی طرح ناراض سے ناراضی ہوگا، نہ کہ ناراضگی۔

Wellcome Collection. Attribution 4.0 International (CC BY 4.0)

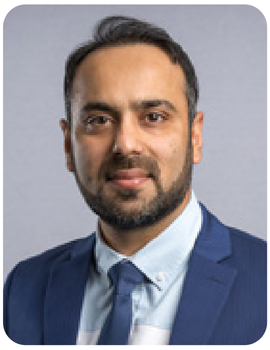

آتشک۔ایک ملامت زدہ بیماری

مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب، پی ایچ ڈی

یہ اگست 1495ء کا سال تھا جب فرانس کے بادشاہ چارلس ہشتم کی افواج نے اٹلی کے شہر نیپلز (Naples) پر حملہ کردیا۔ پچاس ہزار کی فوج میں مختلف قوموں سے شامل کئے گئے کرائے کے سپاہیوں کے علاوہ بہت سے باورچی، اطباء اور حتّٰی کہ طوائفیں بھی شامل تھیں۔ نیپلز کو فتح کرنے کے بعد فرانسیسی فوج کئی دن تک خوشیاں مناتی رہی اور جیت کے جشن اور بے حیائیوں میں مصروف ہی تھی کہ سپاہیوں میں ایک نئی اور خوفناک بیماری کی وبا پھوٹ پڑی جس کی علامات تکلیف دہ اور نہایت مکروہ تھیں۔ یہ وبا آتشک تھی جس کے زخموں کی ظاہری شکل، جسم کے حصوں پر گندے پھوڑے اور السر اور شدید درد سپاہیوں کے لئے ناقابل برداشت تھے۔ یہ بیماری جنسی اعضا کے السر سے شروع ہوتی، پھر بخار، عام خارش اور جوڑوں اور پٹھوں میں درد تک پہنچ جاتی۔ پھر ہفتوں یا بعض اوقات مہینوں بعد پورے جسم میں بڑے بڑے، دردناک اور بدبودار پھوڑے بن جاتے۔ پٹھوں اور ہڈیوں میں درد ہونے لگتا، خاص طور پر رات کو۔ زخم ایسے تھے کہ ہڈیوں تک کو کھا جاتے۔ ناک، ہونٹوں اور آنکھوں کو تباہ کردیتے منہ اور گلے تک پھیل جاتے۔ مریض کی بعض اوقات جلد موت واقع ہو جاتی، جو بچ جاتے وہ اپنے اعضا سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ مثلاً کئی مریضوں کی ناک نہ رہتی اور انہیں مصنوعی ناک سے چہرے کی بدصورتی چھپا کر بقیہ زندگی گزارنا پڑتی۔ یہ بیماری آج کی نسبت کہیں زیادہ شدید تھی اور بہت زیادہ تیزی سے پھیلتی اور اموات پر منتج ہوتی۔ ممکنہ طور پر اس لیے کہ اُس وقت یہ انسان کے لئے ایک نئی بیماری تھی جس کے خلاف آبادی میں قوت مدافعت نہیں تھی۔[1]

قارئین کرام! یہ مضمون اسی بیماری سے متعلق چند معلومات پر مبنی ہے۔ آتشک کیونکر پھیلتی ہے، اور جنسی اعضا ہی سے کیوں شروع ہوتی ہے، رواں سالوں میں اس کے بڑھنے کے کیا اسباب ہیں اور اس کی روک تھام سے متعلق میڈیکل سائنس کیا کہتی ہے اور آخر میں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس اور اس جیسی دیگر بیماریوں سے بچنے کے لئے کیا رہنمائی فرمائی ہے۔

آتشک جو انگریزی زبان میں سفلس Syphilis کہلاتی ہے اس انفیکشن کے ذمہ دار بیکٹیریا کا نام Treponema pallidum ہے۔ یہ مکروہ انفیکشن عموماً جنسی بے راہروی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ طاعون اور جذام کی طرح نہایت خطرناک ہے اور جنسی اعضا پر بے درد چھالوں اور السروں سے شروع ہوتے ہوئے سینے، چہرے اور دیگر حصوں تک پھیل جاتی ہے۔ ابتدائی انفیکشن کا علاج نہ کیا جائے تو یہ دل، دماغ یا دیگر اعضا کو شدید نقصان پہنچا سکتی ہے، جس میں بینائی اور

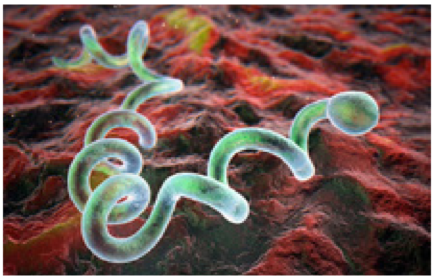

ساعت میں تبدیلی، مردوں میں جنسی کمزوری، مثانے کی بے ضابطگی اور دل کی شریانوں یا والوز کا مستقل نقصان وغیرہ شامل ہیں۔ اس کی علامات اور شدّتِ تکلیف مختلف مراحل میں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں۔ بعض مریضوں میں تو بیکٹیریا کئی دہائیوں تک جسم میں غیر فعال رہ رہا ہوتا ہے۔ اور بعض میں انفیکشن کی وجہ سے نہ کوئی درد اور نہ ہی کوئی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے ایسا مریض، جسے خود بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ اس انفیکشن میں مبتلا ہے، جنسی رابطے سے آتشک کے جراثیم کو دوسرے صحت مند افراد میں منتقل کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ اگر متاثرہ مریض کے ہونٹوں پر چھالہ ہو تو اس کا بوسہ لینے سے بھی انفیکشن ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آتشک متاثرہ ماں سے دورانِ حمل یا دورانِ پیدائش پیدا ہونے والے بچے میں بھی منتقل ہو سکتی ہے۔ آتشک کے مریض میں ایڈز پھیلنے کا خطرہ دوسروں کی نسبت پانچ گنا تک زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آتشک کے زخم سے ایڈز کے جراثیم با آسانی خون میں شامل ہو جاتے ہیں[2]۔

آتشک آغاز ہی سے انسانیت کے لئے ایک بدنما گالی اور باعثِ ذلت قسم کی بیماری رہی ہے۔ چنانچہ ہر وہ ملک جس کی آبادی اس سے متاثر ہوتی تھی اس نے اپنے پڑوسی اور بعض اوقات دشمن ممالک کو اس وباء کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ چنانچہ آج کے اٹلی، جرمنی اور برطانیہ کے باشندوں نے آتشک کو ’فرانسیسی بیماری‘ کا نام دیا، فرانسیسیوں نے اسے ’نیپولین بیماری‘ کا نام دیا، روسیوں نے ’پولش بیماری‘ کا نام دیا، پولش نے اسے ’جرمن بیماری‘ کہا۔ ڈینش، پرتگالی اور شمالی افریقہ کے باشندوں نے اسے «ہسپانوی بیماری» کا نام دیا اور ترکوں نے «عیسائی بیماری» کی اصطلاح ایجاد کی۔ شمالی ہندوستان میں مسلمانوں نے اس مصیبت کے پھیلنے کا ذمہ دار ہندوؤں کو ٹھہرایا جبکہ ہندوؤں نے مسلمانوں پر الزام لگایا اور آخر میں سب نے یورپیوں کو موردِ الزام ٹھہرایا[3]۔

آتشک کی علامات میں عضو تناسل، اندام نہانی، مقعد، ہونٹ، منہ کے اندر یا زبان پر یا اس کے ارد گرد زخم شامل ہیں۔ یہ زخم اکثر بے درد، گول اور مضبوط ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ زخم بے درد ہوتے ہیں، اس لیے انہیں اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ آتشک دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے، اور اس کی شرح ایسے مردوں میں جو مردوں سے جنسی رابطہ رکھتے ہیں دیگر مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔

آتشک کا پھیلاؤ اور اُس وقت کا علاج

1495ء کے آخر تک یہ وبا فرانس، سوئٹزرلینڈ اور جرمنی میں پھیل گئی اور 1497ء میں انگلینڈ اور سکاٹ لینڈ تک پہنچ گئی۔ اگست 1495ء میں رومی شہنشاہ نے اعلان کیا کہ اس طرح کی بیماری پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی اور یہ خدا کی طرف سے مذہب سے رُوگردانی کے سبب عذاب ہے۔ 1500 تک یہ بیماری اسکینڈے نیوین ممالک، برطانیہ، ہنگری، یونان، پولینڈ اور روس تک پہنچ چکی تھی۔ یورپی اس بیماری کو 1498ء میں کلکتہ لے گئے اور 1520 تک یہ افریقہ، مشرق کے قریب، چین، جاپان اور اوقیانوس تک پہنچ چکی تھی[1]۔

اینٹی بائیوٹک پینیسیلین کی دریافت سے قبل آتشک کا علاج کرنا خاصا مشکل تھا اور اطباء نے طرح طرح کے طریقے اپنائے ہوئے تھے۔ کچھ کے نزدیک یہ بیماری کرسٹوفر کولمبس نے جب امریکہ دریافت کیا تو 1493ء میں وہاں سے اپنے ساتھ لایا۔ اس لئے یہ بیماری جس علاقے کی تھی وہیں کے ایک درخت کی لکڑی کو اس کا علاج قرار دیا گیا۔ بعد ازاں مرکری یعنی پارہ کی دھونی دے کر مریض کا علاج کیا جاتا رہا جو مریض کے لئے اصل مرض سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا۔ اور اکثر تو اسی علاج کے دوران ہلاک ہو جاتے۔

چونکہ یہ بیکٹیریل انفیکشن ہے اس لئے آج بھی اس سے بچاؤ کی کوئی ویکسین نہیں۔ احتیاطی تدابیر میں جدید میڈیکل سائنس کی یہی ہدایت ہے کہ اس سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ یا تو مکمل طور پر جنسی سرگرمیوں سے بچا جائے۔ اگلا بہترین آپشن یک زوجگی ہے جس میں دونوں پارٹنرز صرف ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں آج کے محققین مجبوراً خدا تعالیٰ کے درج ذیل حکم کی پیروی کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔

’اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ یقیناً یہ بے حیائی ہے اور بہت بُرا رستہ ہے‘ (سورۃ بنی اسرائیل:34)

اسی طرح سے دوسری احتیاطوں میں شراب نوشی یا دیگر منشیات کے استعمال سے پرہیز بتایا جاتا ہے کیونکہ ان کے استعمال کے زیر اثر انسان درست فیصلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں طبّ کا بے نظیر علم عطا کیا تھا وہاں آپ کے ہاتھ میں غیر معمولی شفا بھی رکھی تھی، چنانچہ آپ نے کتاب مرقات الیقین فی حیات نورالدّین میں آتشک اور اس کے علاج سے متعلق بھی کچھ واقعات درج کروائے ہیں جن کو برکت کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مَیں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ سوائے زنا کے کوئی دوسرا سبب آتشک کا نہیں ہو سکتا

ایک شخص میرے پاس آیا۔ بوڑھا، حاجی، آتشک کا مارا ہوا۔ مجھ کو کامل یقین ہو گیا کہ اس کو آتشک ہے لیکن مَیں حیرت میں غرق ہو گیا کہ یہ حاجی بھی ہے۔ بوڑھا بھی ہے اور بہت نیک آدمی ہے اور پھر یہ مرض! مجھ کو نہایت متفکر اور حیرت زدہ دیکھ کر وہ کہنے لگا کہ آپ کیوں اس قدر حیران ہیں؟ مَیں نے کہا۔ مَیں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ سوائے زنا کے کوئی دوسرا سبب آتشک کا نہیں ہو سکتا۔ کہا ذرا سوچ کر بتائیں کہ کوئی اور سبب بھی ہو سکتا ہے؟ مَیں نے کہا صرف ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ ترجمہ: اور اُن لوگوں کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا ورنہ تمہیں بھی آگ آ پکڑے گی۔ (سورۃ ہود:114)

کہا کہ ہاں بس یہی بات ہے۔ میرے بڑھاپے کی وجہ سے میری بیوی بدکار ہے۔ مَیں نے اس کو چھوڑا نہیں۔

مَیں تو جانتا تھا کہ یہ موقعہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل نے پیدا کر دیا ہے

شہر کے ایک امیر زادہ کو سوزاک ہوا۔ اور اس نے ایک شخص سے جو میرا بھی آشنا تھا کہا کہ کوئی ایسا شخص لاؤ جو طبیب مشہور نہ ہو اور کوئی ایسی دوا بتا دے جس کو مَیں خود بنالوں۔ وہ میرے پاس آیا اور مجھے اس کے پاس لے گیا۔ مَیں نے سن کر کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں صدری ہے۔ مَیں جب وہاں پہنچا تو وہ اپنے باغ میں بیٹھا تھا۔ مَیں اس کے پاس کرسی پر جا بیٹھا۔ تو اس نے اپنی حالت کو بیان کر کے کہا کہ ایسا نسخہ تجویز کر دیں جو مَیں خود ہی بنالوں۔ مَیں نے کہا۔ ہاں ہوسکتا ہے جہاں ہم بیٹھے تھے وہاں کیلے کے درخت تھے۔ مَیں نے اس کو کہا کہ کیلے کا پانی 5 تولہ لے کر اس میں ایک ماشہ شورہ قلمی ملا کر پی لو۔ اس نے جھٹ اس کی تعمیل کر لی۔ کیونکہ شورہ بھی موجود تھا۔ اپنے ہاتھ سے دوائی بنا کر پی لی۔ مَیں چلا گیا۔ دوسرے دن پھر مَیں گیا تو اس نے کہاں مجھے تو ایک ہی مرتبہ پینے سے آرام ہوگیا ہے اب حاجت ہی نہیں رہی۔ مَیں تو جانتا تھا کہ یہ موقعہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل نے پیدا کر دیا ہے اور آپ ہی میری توجہ اس علاج کی طرف پھیر دی۔

قارئین کرام! ماماتانہیں چاہتی کہ اس کا بچہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو اور اس کی حفاظت وسلامتی کے لئے طرح طرح کے جتن کرتی ہے اور ہر ہر قدم پر اس کی رہنمائی کرنا چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبّت ورحم جو ہزار ماؤں سے بڑھ کر ہے، کا تقاضا تھا کہ وہ ضعیف انسان کو ان باتوں سے منع فرما دے جو اسے تکلیف میں مبتلا کرنے والی ہوں۔ ان ہدایات میں سے ایک جنسی بے راہروی سے بچنے کا حکم بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مومنون میں ایسی احتیاط بتادی جو نہ صرف مومنین کی کامیابی کی ضامن ہے بلکہ جس پر عمل کرنے والوں کو آتشک، ایڈز اور جنسی بے راہروی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی دیگر بیماریوں سے اپنے تئیں محفوظ کر کے لعنت وملامت سے بچنے کی بھی یقین دہانی کروادی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۔ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۔ (سورۃ المومنون: 8-7)

ترجمہ: ''اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں سے نہیں یا اُن سے (بھی نہیں) جن کے اُن کے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ پس یقیناً وہ ملامت نہیں کئے جائیں گے''۔

قارئین کو اس کا بخوبی ادراک ہوگا کہ آج بھی اگر کوئی آتشک میں مبتلا ہو تو اسے جسمانی تکلیف کے ساتھ ساتھ دنیا کی لعن طعن اور ملامت کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس مرض کا تعلق بے حیائی سے ہے اس لیے ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اپنے آپ کو صرف اپنے ازواج تک محدود رکھنے والے ہیں ان کو آتشک ہو جائے اور اس کے نتیجہ میں ملامت کا سامنا کرنا پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور اپنی عصمت کی حفاظت کو سورۃ یوسف میں بیان کر کے رہتی دنیا تک کے مومنین کے لئے ہدایت کے سامان پیدا فرمائے ہیں۔ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے احیائے دینِ اسلام کا ایک زندہ ثبوت یہ بھی ہے کہ جماعت احمدیہ میں ایسے بزرگ آج بھی موجود ہیں جنہوں نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی تقویٰ شعاری اور عفت وپاکدامنی اختیار کر کے ایسے اعلیٰ نمونے قائم کئے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی یاد دلاتے ہیں۔ صرف ایک واقعہ پیش خدمت جو آج بھی، بالخصوص مغربی دنیا میں رہنے والے نوجوانوں کے لئے روشنی اور ہدایت کا ایک عظیم مینار ہے۔

لندن کے ایک قدیم مخلص احمدی مکرم عبدالعزیز دین صاحب پرانے فرنیچر سٹور کے مالک تھے۔ آپ لمبے قد کاٹھ کے خوبرو، خوبصورت نوجوان تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون ان کے سٹور پر آئیں۔ کچھ فرنیچر خریدا اور اسے ان کے گھر تک پہنچانے کے لئے اپنا پتہ دے گئیں۔ فرنیچر کی قیمت گھر پر ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ مکرم عزیز دین صاحب کی روایت ہے کہ اگلے روز جب میں فرنیچر لے کر گیا تو ایک خوش شکل نوجوان لڑکی گھر سے باہر آئی اور اس نے کہا کہ میری والدہ اس وقت گھر پر نہیں ہیں۔ البتہ فرنیچر کی طے شدہ رقم وہ مجھے دے گئی ہیں۔ آپ فرنیچر تہہ خانے میں رکھ دیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ فرنیچر تہہ خانے میں رکھ دینے کے بعد قیمت کی وصولی کے انتظار میں، میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ چند منٹ کے بعد وہی نوجوان لڑکی بغیر کسی لباس کے ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ یہ صورتحال میرے لئے سخت پریشانی کا باعث تھی۔ مَیں نے استغفار کیا اور فوری طور پر گھر سے بھاگ جانے کا عزم کر لیا۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ سخت گھبراہٹ کے عالم میں فرنیچر کی قیمت کی پروا کئے بغیر میں اتنی تیزی سے بھاگا کہ میرا سر دروازے سے جا ٹکرایا اور ایک کاری زخم آیا جس سے خون جاری ہوگیا۔ گھر سے باہر جا کر مَیں نے دم لیا۔ سیدھا اپنی دکان پر واپس آیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے اس عظیم ابتلا سے بچالیا۔ لوگ بتاتے ہیں کہ ان کے ماتھے پر اس زخم کا نشان کئی سالوں تک قائم رہا اور لمبے عرصہ تک حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی یاد دلاتا رہا۔ (قرب الٰہی کے ذرائع، مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد صاحب، جلسہ سالانہ برطانیہ 2019ء)

ایک احمدی مسلمان کو تو اپنے آپ کو ہر حال میں جنسی بے راہروی سے بچانا ہے اور اس کے لئے مسلسل اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی ہے۔ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں جس مسیح ومہدی کی بیعت کی ہے اُس عہد بیعت کی دوسری شرط میں درج ذیل اقرار موجود ہے جس پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق وفجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

References:

1- Syphilis -''Its early history and Treatment until Penicillin and the Debate on its Origins'' by John Frith

2-www.myoclinic.org

3-''The wages of sin. The Lancet'' by Fee E.

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

جرمن کارساز ادارے کا اعزاز بحال

جرمن کار ساز ادارے فوکس واگن (VW) نے برقی گاڑیوں کی تیاری اور فروخت میں امریکن ادارہ ٹیسلا (Tesla) کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور اپنا کھویا ہوا اعزاز واپس لے لیا۔ سال رواں کے پہلے سات مہینوں میں جرمن ادارہ فوکس واگن (Volkswagen) کی تیار کردہ برقی گاڑیوں کی سب سے زیادہ فروخت ہوئی۔ اس کے بعد امریکی کارساز ادارہ ٹیسلا دوسرے نمبر پر رہا۔ یہ مقابلہ بجلی سے چلنے والی گاڑیوں کے مابین تھا۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق الیکٹرک کاروں کی فروخت میں ریکارڈ اضافہ کے باوجود ان کی مجموعی تعداد پٹرول اور ڈیزل سے چلنے والی گاڑیوں کی فروخت سے کم رہی۔ خبر کے مطابق جنوری تا جولائی جرمن شہر وولفس برگ (Wolfsburg) میں قائم فوکس واگن کمپنی کی فروخت شدہ گاڑیوں کی تعداد 40,475 رہی جبکہ امریکن ادارہ ٹیسلا کی تیار کردہ گاڑیوں کی تعداد 40289 تھی۔ بی ایم ڈبلیو BMW نئی الیکٹرک گاڑیوں کی فروخت میں پانچویں نمبر پر رہی۔ مجموعی طور پر 268926 گاڑیوں کی رجسٹریشن ہوئی۔

جرمنی میں پنشن کی عمر 67 برس بھی ناکافی

باڈن ورٹمبرگ کے ترک نژاد وزیر خزانہ دانیال بایاز نے انتباہ کیا ہے کہ جرمنی میں عام کارکنوں کے لئے معمول کی پنشن کی عمر 67 برس دیر پا ثابت نہیں ہوگی اور نوجوان نسل کو اس عمر میں مزید اضافے کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ ابھی پنشن کی عمر 67 برس ہی ہے اور حکومت نے کئی سال پہلے عمر بڑھا کر 67 سال کی تھی جس میں مزید اضافہ کرنے کا سوچا جا رہا ہے۔ دانیال بایاز نے مزید کہا ہے کہ میری نسل کے جرمن باشندوں کو مستقبل میں 67 سال سے زائد عمر تک بھی پیشہ وارانہ طور پر کام کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس سوچ بچار کے پس پردہ متعدد وجوہات ہیں جس میں کارکنوں کی بڑی تعداد کو پنشن کی مد میں بڑی رقوم کی ادائیگی بھی شامل ہے۔

کوئلہ کا استعمال 3600 سال قبل سے

ماہرین آثار قدیمہ کی ایک نئی تحقیقی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ انسان نے دھاتوں کو پگھلانے کے لئے کوئلے کا استعمال 3600 سال قبل شروع کر دیا تھا۔ کان کنی اور ایندھن کے استعمال کے حوالے سے یہ ایک بڑی خبر تسلیم کی گئی ہے۔ سائنس ایڈوانسز (Science Advances) نامی رسالے میں شائع ہونے والی تحقیقاتی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ کان کنی کی ابتدائی سرگرمیاں تقریباً تین ہزار 600 سال قبل شمال مغربی چین میں ہوئی تھیں۔

صدیوں پرانا شہر آگ کی نذر

عالمی خبر رساں اداروں کے مطابق چند دنوں تک جنگل میں بھڑکنے والی ہولناک آگ شہر تک جا پہنچی جس کی زد میں آ کر امریکی ریاست ہوائی کے جزیرے ماؤوی میں 1000 سے زائد مکانات جل جانے سے صدیوں پرانا شہر لاہینا بھی جل کر خاکستر ہو گیا ہے جس کے باعث ہزاروں افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔ اب تک 93 سے زائد ہلاکتوں کی تصدیق ہو چکی ہے اور پولیس کی ٹیمیں کتّوں کی مدد سے ہلاک ہو جانے والے رہائشیوں کی نعشوں کو تلاش کر رہی ہے۔ حکام نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ سرچ آپریشن کے دوران مزید لاشیں ملنے کا امکان ہے۔ حکام کے مطابق تباہی و بربادی اس قدر ہوئی ہے کہ تعمیر نو پر کئی سال لگنے کے ساتھ ساتھ اربوں ڈالر کے اخراجات ہوں گے۔

مسجد پر حملے کے الزام میں کم عمر نوجوان گرفتار

برطانوی پولیس نے ایسیکس کی ایک مسجد کے اندر آگ لگانے کی کوشش کے جرم میں دو کم عمر برطانوی نوجوانوں کو گرفتار کیا ہے۔ پولیس نے اس واقعہ کو نسل پرست ہونے کے شبہ کا اظہار کیا ہے۔ عرب نیوز کے مطابق دونوں نوجوان پولیس کی حراست میں ہیں اور ان سے تفتیش کی جا رہی ہے۔ اس واقعہ میں کسی کے زخمی ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی تاہم مسجد کی انتظامیہ کے مطابق مسجد کے قالین اور پردے جل گئے ہیں۔

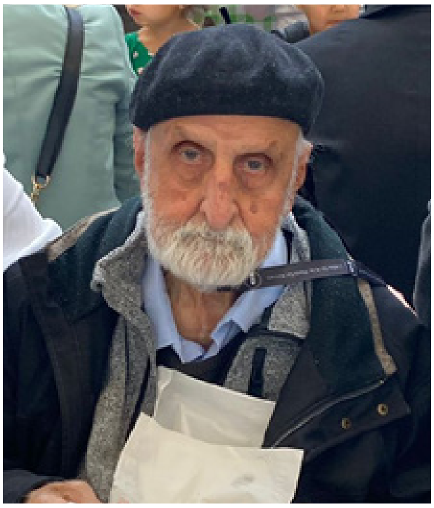

محترم حمید اختر صاحب آف ہانوفر
کا ذکرِ خیر

(ایم۔ایم۔طاہر)

خاکسار کی نانی جان محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ کے چچازاد محترم حمید اختر صاحب آف Hannover ابن محترم میاں غلام محمد اختر صاحب سابق ناظر اعلیٰ ثانی و ناظر دیوان مؤرخہ 10 ستمبر 2023ء بروز اتوار بعمر 94 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات سے پہلے جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئے اور اس کے بعد بیمار ہوئے اور یہی علالت جان لیوا ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور اولاد کو نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مورخہ 14 ستمبر بروز جمعرات آپ کی نماز جنازہ مکرم جواد احمد صاحب مربی سلسلہ ہانوفر نے مسجد بیت السمیع ہانوفر میں پڑھائی اور اگلے روز جمعہ سے قبل مقامی قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

مرحوم کے خاندان کا تعلق بلڑوال اجنالہ ضلع امرتسر سے تھا۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت میاں عمر دین صاحب کے بھائی حضرت میاں محمد الدین صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد جلد ہی بیعت کرلی۔ وہ حافظ قرآن اور گاؤں کی مسجد کے امام تھے۔ بیعت کے بعد انہوں نے گاؤں کو چھوڑ کر قادیان میں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ مسجد اقصیٰ قادیان کے قریب ہی آپ کا گھر تھا۔ آپ نے یہاں کریانہ کی دُکان شروع کرلی تھی۔ اس کے جلد بعد آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں عمر دین صاحب (والد محترم میاں غلام محمد اختر صاحب) اور چھوٹے بھائیوں حضرت میاں نبی بخش صاحب اور حضرت میاں احمد دین صاحب نے بھی بیعت کر کے صحابی مسیح موعودؑ ہونے کا شرف پایا۔ حضرت میاں محمد الدین صاحب نظام وصیت میں شامل ہونے والے ابتدائی صحابہ میں ہیں۔ چنانچہ آپ کا وصیت نمبر 312 ہے۔ جلسہ سالانہ 1892ء کے شرکاء کی فہرست مطبوعہ آئینہ کمالات اسلام میں 192 نمبر پر آپ کا نام درج ہے۔ آپ 1917ء میں وفات پاگئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔

مکرم حمید اختر صاحب کے والد محترم میاں غلام محمد اختر صاحب پیدائشی احمدی تھے، ان کا بچپن اور جوانی قادیان میں اپنے چچا میاں محمد الدین صاحب کے گھر گزری۔ اس طرح خلفاء کرام اور صحابہ عظام کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ مسجد مبارک ربوہ کا سنگِ بنیاد رکھتے وقت جن صحابہ کے نام تاریخ احمدیت میں محفوظ کئے ہیں ان میں آپ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ بعد میں آپ کو ناظرِ اعلیٰ ثانی و ناظر دیوان کے عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم کے تایازاد جناب قمر اجنالوی صاحب معروف صحافی، شاعر اور ناول نگار تھے۔ اسی طرح آپ کے چچازاد محترم محمد شریف اشرف صاحب سابق ایڈیشنل وکیل المال لندن تھے۔

مرحوم حمید اختر صاحب کی والدہ کا نام عزیز اختر صاحبہ (وفات 18 دسمبر 1981ء) تھا جن کا تعلق مجیٹھ ضلع امرتسر سے تھا آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں اور اللہ کے فضل سے 1/6 حصہ کی موصیہ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ آپ بہت مہمان نواز خاتون تھیں۔ لاہور میں آپ کا گھر ایک چھوٹا دارالضیافت ہوتا تھا۔ جہاں خاندانِ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور مرکز سے جانے والے مہمانوں کا سلسلہ جاری رہتا۔ آپ اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ ان کی مہمان نوازی میں مصروف رہتے تھے۔

محترم حمید اختر صاحب جون 1929ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ ان دنوں آپ کے والد محترم ریلوے میں لگیج انسپکٹر کے طور پر راولپنڈی میں تعینات تھے۔ آپ کی پیدائش والے دن حضرت مصلح موعودؓ کا راولپنڈی میں ورودِ مسعود تھا اور آپ کے والد محترم حضورؓ کے استقبال کے لئے راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے جبکہ والدہ صاحبہ ہسپتال میں داخل تھیں۔ جب حضرت مصلح موعودؓ کی راولپنڈی اسٹیشن پر آمد ہوئی عین اُسی لمحے ہسپتال سے آدمی اسٹیشن پر آیا اور اس نے بتایا کہ بیٹا پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے اسی وقت آپ کا نام عبدالحمید عطا فرمادیا۔

(اخبار الفضل قادیان 18 جون اور 21 جون 1929ء)

محترم حمید اختر صاحب بتایا کرتے تھے کہ وہ بچپن میں جب قادیان جاتے تو ان کا قیام حضرت اُم طاہرؓ کے ہاں ہوتا تھا اور پھر بعد میں ان کے والد صاحب نے جب اپنی کوٹھی قادیان میں تعمیر کرلی تو وہاں رہائش رکھتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب آپ کے بچپن کے دوست اور ہم عمر تھے۔

اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں اپنے والد صاحب کے ساتھ ڈلہوزی گیا۔ اس وقت حضرت مصلح موعودؓ بھی وہیں تھے اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب بھی ساتھ تھے۔ ان کی نظر مجھ پر پڑی تو خوشی کی انتہا نہ رہی اور کہا کہ آپ میرے ساتھ ہی قیام کریں چنانچہ دو دن میں وہیں ان کے ساتھ رہا۔ محبّت کا یہ تعلق حضرت صاحب سے وفات تک قائم رہا۔ اسی تعلق کی بنا پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب 1974ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی کے دوران اسلام آباد میں مختلف میٹنگز وغیرہ کے لئے آپ کے گھر کو استعمال فرماتے رہے۔ مرحوم کا بچپن لاہور میں گزرا حضرت مصلح موعودؓ لاہور تشریف لاتے تو وہ شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت لاہور کے ہاں قیام فرماتے۔ اس دوران محترم شیخ صاحب اختر صاحب مرحوم کو اپنے ہاں بلالیا کرتے اور اس طرح آپ کو بچپن میں بھی جماعتی خدمت کی سعادت ملی۔ تعلیم الاسلام کالج لاہور میں ایف۔اے کرنے کے بعد آپ انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے 1952ء میں لندن چلے گئے جہاں انجینئرنگ کی چار سالہ ڈگری مکمل کی۔ اسی دوران عملی تربیت کے لئے 1956ء میں ایک سال کے لئے جرمنی آگئے۔ یہاں آپ نے ہانوفر میں ٹریکٹرز بنانے کی ایک فیکٹری ''ہانوماگ'' (Hanomag) میں تربیت لی۔ اس کمپنی کے ڈائریکٹر آپ کی جرمن اہلیہ کے والد محترم تھے۔ ٹریننگ کے بعد 1957ء میں آپ پاکستان آگئے اور یہاں نوکری کرنے کی بجائے آپ نے مکینیکل سازوسامان تیار کرنے کے لیے ایک فیکٹری لگائی۔ اس کمپنی کا نام Akhtar & Hoffman Ltd رکھا۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں آپ نے فوج کے لئے ضرورت کا سامان مہیا کر کے قومی خدمت کی توفیق پائی۔ کثیر تعداد میں ملازمین آپ کی فیکٹری میں 24 گھنٹے کام کر کے سامان کی سپلائی کی خدمت پر مامور تھے۔

آپ کی پہلی شادی لندن جانے سے پہلے مکرمہ رابعہ ناہید صاحبہ سے ہوئی موصوفہ حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہرؓ کی پوتی تھیں۔ یہ شادی صرف دو سال چلی۔ ان سے ایک بیٹا سلیم اختر پیدا ہوا جو کہ ہانوفر میں ہی مقیم ہے۔ آپ کی دوسری شادی جرمن خاتون محترمہ سوزانے ہوف من (Susanne Hoffmann) سے ہوئی۔ یہ شادی بہت کامیاب رہی۔ آپ کی اہلیہ لمبا عرصہ ربوہ اور اسلام آباد میں آپ کے ساتھ ہی مقیم رہیں۔ حضرت صاحب اور خواتین مبارکہ سے بہت محبّت کا تعلق رکھتی ہیں۔ ان سے آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ آپ کے بیٹے یوہانس مبشر اختر صاحب بہت مخلص احمدی اور والد کے اخلاق میں رنگے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنے والد کی بہت خدمت کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء کے موقع پر بھی باپ بیٹا دونوں شریک تھے۔

فوجی حکمران ضیاء الحق کے دَور میں آپ پر حالات تنگ ہونے شروع ہو گئے تھے اور آپ کی فیکٹری بھی ٹارگٹ تھی۔ ان حالات میں آپ نے پاکستان سے ہجرت کا فیصلہ کیا اور 1992ء میں آپ مستقل طور پر اسلام آباد سے جرمنی آگئے اور ہانوفر کے نواح میں واقع اپنے سسرالی گھر میں منتقل ہوگئے۔ ہانوفر میں آکر آپ نے تبلیغ کے میدان میں نمایاں کام کیا اور کئی کامیابیاں سمیٹیں۔ جرمنی بھر میں آنے والے البانین، بوزنین اور دیگر بلقانی اور عرب ممالک کے پناہ گزینوں میں احمدیت کا پیغام پھیلانے اور انہیں آغوش احمدیت میں لانے کی کوشش کی۔ آپ نے 1992ء سے 2002ء تک دس سال سے زیادہ وقت دعوت الی اللہ میں ہی گذارا اور اکثر مشرقی جرمنی اور البانیہ کے سفر پر ہی رہے۔

مکرم عبدالواسع چوہدری صاحب آف بوخولٹ Bocholt جرمنی آپ کی میدان تبلیغ کی مساعی اور کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ خلافت رابعہ میں آپ کو بلقانی علاقے کے افراد کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ تبلیغ کرنے والوں میں آپ اور محترم محمد زکریا خان صاحب حال امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نمایاں تھے اور میں بھی آپ لوگوں کی وجہ سے باثمر داعی الی اللہ بن گیا اور اجتماع انصاراللہ جرمنی 1999ء کے موقع پر مجھے کامیاب تبلیغ میں دوسرا انعام ملا اور یہ انعام دراصل مذکورہ بالا دونوں بزرگان کی وجہ سے ملا۔ تبلیغ کی کوششوں کے دوران آپ لمبے لمبے سفر کرتے کئی بار میرے ہاں قیام کرتے رہے۔ اسی زمانے میں آپ کے ساتھ دورانِ تبلیغ ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ پیش آیا جو کہ خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا اعجاز اور دستِ مسیحائی تھا۔

1999ء میں میں اور حمید اختر صاحب Dülmen شہر تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں زیادہ تر کوسوو اور بوسنیا کے لوگ تھے۔ وہاں پہلے بیعتیں ہو چکی تھیں۔ نو احمدی احباب نے اپنے دیگر خاندان وغیرہ کے لوگوں کو اکٹھا کیا ہوا تھا جن کی تعداد 30 سے زائد تھی۔ یہ لوگ حمید اختر صاحب کے روابط کی وجہ سے ہی اکٹھے ہوئے تھے۔ ان کا ایک پندرہ سال کا لڑکا تھا جو تین سال قبل ایک جوہڑ میں گر کر ڈوب گیا تھا۔ جب نکالا گیا تو وہ بے ہوش تھا اور وہ بیمار ہوگیا۔ وہ چلنے سے معذور اور اس کے منہ سے رال ٹپکتی تھی۔ اس کو اس کے گھر والے اٹھا کر بیت الخلاء لے جاتے تھے۔ انہوں نے تبلیغی نشست میں مطالبہ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے اور بیماروں کو اچھا کرتے تھے۔ آپ سچّے ہیں تو ہمارے بچے کو ٹھیک کر دیں ہم بیعت کرلیں گے۔ ہم نے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا ہے حمید اختر صاحب نے مجھے کہا آپ عہدے دار ہیں آپ فیصلہ کریں۔ لیکن میرے اصرار پر حمید اختر صاحب نے انہیں کہا کہ آپ لوگ بھی دعا کریں ہم بھی دعا کرتے ہیں اور ہم خلیفہ وقت کو دعا کے لئے لکھیں گے اصل فیصلہ تو حضرت صاحب فرمائیں گے۔ انہوں نے یہ بات تسلیم کرلی۔ واپس گھر آکر سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خط لکھا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد ہی حضرت صاحب کا جواب آگیا۔ حضور نے ادویات تجویز فرمائیں اور فرمایا یہ ادویات میڈیکل سٹور سے خرید کر بچے کو نسخے کے مطابق دے کر آئیں اور مجھے رپورٹ دیتے رہیں۔ چنانچہ حسبِ ہدایت مَیں اور حمید اختر صاحب ادویات بچے کو دے کر آئے اور طریق استعمال بھی بتایا اور ساتھ بتایا کہ حضرت صاحب دعا کر رہے ہیں آپ بھی دعا کرتے رہیں۔ ایک ماہ

بعد حضرت صاحب کی ہدایت آئی کہ بچے کا حال معلوم کر کے مجھے رپورٹ دیں اور ادویات بھی حسب ہدایت تبدیل کریں۔ ایک ماہ بعد ہم دونوں Dülmen گئے تو خدا تعالیٰ کی قدرت اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا اعجاز دیکھا کہ وہ بیمار بچہ ہمارے سامنے اپنے پاؤں پر خود چل کر دیوار کے سہارے باتھ روم گیا اور اس کے منہ سے رال بھی نہیں ٹپکی، سبحان اللہ۔ ہمارا دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہوگیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا اعجاز تھا۔ وہ سب لوگ بھی اس معجزہ نمائی سے بہت ہی مطمئن تھے اور انہوں نے احمدیت بھی قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مکرم جواد احمد صاحب مربی سلسلہ ہانوفر بیان کرتے ہیں کہ امسال رمضان میں ہانوفر میں موجود البانین اور بوزنین احمدیوں کی افطار پارٹی رکھی گئی تو اس میں ان احمدیوں نے برملا محترم حمید اختر صاحب کی کوششوں، محنت اور لگن کو سراہا کہ کس طرح انہوں نے ان سے روابط قائم کئے، انہیں تبلیغ کی اور پھر ان کو دین سکھانے کی سعی میں بھی مسلسل لگے رہے۔

اپنے نام کے حوالے سے آپ نے بتایا کہ میرا سرکاری کاغذات میں نام عبدالحمید اختر ہے اور عرف عام میں حمید اختر کے نام سے یاد کیا جاتا ہوں۔ حضرت صاحب کو خطوط لکھتے وقت آپ اپنا نام حمید ابراہیم اختر لکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی کہ جب پاکستان میں مجھ پر حالات تنگ کئے جارہے تھے اور آگ بھڑکائی جارہی تھی تو ان ایام میں مجھے خواب میں جرمنی جانے کی تحریک ہوئی اور مجھے ابراہیم کے نام کی آواز آئی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ جرمنی میں اَمن ملے گا۔ اس لئے میں حضرت صاحب کو خط لکھتے وقت حمید ابراہیم اختر لکھا کرتا تھا۔

جماعت اور مربیان کرام سے آپ کا محبّت بھرا رشتہ تھا۔ جماعتی پروگرامز میں پیرانہ سالی کے باوجود بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتے۔ وفات سے ایک ہفتہ قبل جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کے لئے بھی شوق اور محبّت کے ساتھ تشریف لے گئے۔

مکرم جواد احمد صاحب مربی سلسلہ ہانوفر بیان کرتے ہیں کہ میری 2020ء میں ہانوفر میں تقرری ہوئی۔ ان دنوں کووِڈ19 اپنے عروج پر تھا۔ اس وجہ سے حمید اختر صاحب مسجد نہیں آرہے تھے ان کے بیٹے یوھانس مبشر اختر سے ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ کورونا کے ختم ہوتے ہی محترم حمید اختر صاحب نے باقاعدگی سے مسجد آنا شروع کردیا۔ آپ سے ملاقاتوں میں مَیں نے آپ کی چند ایسی خوبیوں کا مشاہدہ کیا جو دوسروں میں کم نظر آتی تھیں مثلاً جب بھی آپ نماز پر یا کسی جماعتی پروگرام میں تشریف لاتے تو واپسی پر مجھے ضرور مل کر جایا کرتے تھے اور اس بات کا اظہار بھی کرتے کہ میری خواہش ہوتی ہے کہ مَیں آپ سے ضرور مل کر جایا کروں۔

پروگرامز میں شوق سے شامل ہوتے اور اجلاسات میں تقاریر کو بڑے غور سے سنتے تھے اور پھر پروگرام کے بعد ملاقات میں اس کے بارے میں اظہار خیال کرتے، میری حوصلہ افزائی کرتے اور کوئی نئی چیز سننے کو ملتی تو برملا اظہار کرتے کہ یہ بات مَیں نے پہلی بار سنی ہے اور اگر کوئی واقعہ پہلے سنا ہوا ہوتا تو اس کی واقعاتی تصدیق کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ یہ واقعہ میں نے فلاں مربی صاحب سے بھی سنا تھا۔ حمید اختر صاحب سے جب بھی ملاقات ہوتی تو ان سے کوئی نہ کوئی حکمت کی بات سننے کو مل جاتی جو میرے لئے باعث ازدیادِ علم ہوتی تھی۔ مربی صاحب ہانوفر مزید بیان کرتے ہیں کہ جماعتی پروگرامز میں باقاعدگی اور شوق سے شمولیت کا اندازہ اس سے لگاسکتے ہیں کہ چند ماہ پہلے جون 2023ء میں انصار اللہ کی طرف سے چیرٹی واک کا پروگرام ہوا تھا۔ حمید اختر صاحب باوجود عمر رسیدہ (94سال) ہونے کے اس چیرٹی واک میں شریک ہوئے اور واک کے بعد انہیں انعام بھی دیا گیا اس اعلان کے ساتھ کہ حمید اختر صاحب ہمارے معمر ترین ناصر بھائی ہیں جو اس چیرٹی واک میں شامل ہوئے۔

جماعت سے محبّت اور عہدے داران کی اطاعت کا تذکرہ کرتے ہوئے عبدالواسع چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں کہ حمید اختر صاحب کی یہ بہت بڑی خوبی تھی کہ آپ جماعتی عہدے داران کا بہت احترام اور اطاعت کرتے۔ دوران تبلیغ کئی بار ایسا ہوا کہ انہوں نے مجھے کہا کہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کیونکہ آپ عہدے دار ہیں۔ حالانکہ عمر اور تجربہ میں آپ مجھ سے بہت بڑے تھے لیکن جہاں بات فیصلے کی آتی وہاں کہتے کہ فیصلہ آپ کریں۔ آپ میرے گھر دوران تبلیغ کئی بار تشریف لائے۔ میرے بچے چھوٹے تھے ان کے ساتھ بہت پیار اور محبت سے پیش آتے، ان کے ساتھ کھیلتے اور ان کو دینی باتیں سکھاتے۔

حمید اختر صاحب سب احباب جماعت سے خوشی کے ساتھ ملاقات کرتے تھے۔ اپنے بیٹے یوھانس مبشر اختر سے بہت پیار اور محبّت کا تعلق تھا بلکہ جماعت میں باپ بیٹا ایک ہی وجود نظر آتے تھے۔ اور بہت ہی سعادت مند اور خدمت گذار فرزند اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا۔ مربی صاحب ہانوفر بتاتے ہیں کہ مَیں دیکھا کرتا تھا کہ حمید اختر صاحب اپنے بیٹے کے ہمراہ مسجد تشریف لاتے اور بیٹا اپنے باپ کے جوتے اتارتا اور پھر واپسی پر جوتے پہنا رہا ہوتا۔ ان کے بیٹے یوھانس کہتے ہیں کہ والد محترم کی وفات کے بعد مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرا آدھا وجود الگ ہوگیا ہے۔ لیکن اب مجھ پر بھاری ذمہ داری عائد ہوگئی ہے۔ میرے والد نے جو اُمیدیں مجھ سے لگائی تھیں اب میں ان کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا، ان شاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص و وفا میں برکت عطا کرے۔ آمین

آپ بہت ہی شفیق اور نافع الناس وجود تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ان کا پختہ تعلق تھا اور آپ کو سچی خوابیں بھی عطا ہوئیں۔ دعوت الی اللہ کے ذریعہ بہتوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول کرے اور آپ کی اولاد کو بھی آپ کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

عزیزم سرمد احمد

خاکسار کے پیارے بیٹے عزیزم سرمد احمد صاحب مؤرخہ 24 اگست 2023ء کو بعمر 11 سال وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم چھٹی جماعت کے طالب علم تھے۔ 8 سال کی عمر میں ناظرہ قرآن کریم پڑھ لیا تھا اور نویں پارے تک ترجمہ پڑھ چکے تھے۔ دو ماہ سے آن لائن قرآن پاک ترتیل سے سیکھ رہے تھے۔ قرآن کریم کی 21 سورتیں اور 22 احادیث زبانی یاد کی ہوئی تھیں اور 5 کا ترجمہ بھی سیکھ لیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی تشریف آوری پر استقبالیہ ترانہ پیش کرنے کی تیاری کر رہے تھے اور اسی غرض سے وفات سے ایک دن قبل تک بیت السبوح میں آئے ہوئے تھے۔ مرحوم نے والدین کے علاوہ ایک بڑا بھائی اور ایک بڑی بہن سوگوار چھوڑے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیزم کی نماز جنازہ حاضر مؤرخہ 29 اگست کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں پڑھائی جبکہ تدفین مؤرخہ 30 اگست Sossenheim کے مقامی قبرستان میں ہوئی۔

(ضیاء اللہ، Frankfurt-Rödelheim)

مکرم محمد اصغر آصف سراء صاحب

خاکسار کے ابّا جان مکرم محمد اصغر آصف سراء صاحب ابن مکرم فتح محمد سراء صاحب آف ہانوفر مؤرخہ 2 ستمبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 1960ء میں چک نمبر 6/11L ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ مسجد میں باجماعت نمازوں کے پابند تھے۔ شعبہ ضیافت میں ذوق وشوق سے خدمت کرتے۔ آپ دھیمے مزاج کے مالک اور بااخلاق انسان تھے۔ مرحوم نے چار بچے یادگار چھوڑے ہیں جو سب جماعت کی خدمت کرنے والے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحوم کی نماز جنازہ حاضر مؤرخہ 5 ستمبر کو قبل از نماز عشاء بیت السبوح فرانکفرٹ پڑھائی جبکہ تدفین مؤرخہ 7 ستمبر کو ہانوفر کے قبرستان میں ہوئی۔

(جاذب آصف، Hannover)

محترمہ امۃ النصیر صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ امۃ النصیر صاحبہ زوجہ مکرم مبشر احمد طاہر صاحب مرحوم سیرالیون میں 25 جولائی 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 22 اگست 1958ء کو مکرم کیپٹن محمد سعید صاحب مرحوم سابق سپرنٹنڈنٹ وقفِ جدید کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، محنتی، خدمت گزار، سلیقہ شعار اور وقت کی پابندی کرنے والی خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ غیر معمولی وفا کا تعلق تھا۔ شوق سے ہومیو پیتھی کی تعلیم حاصل کی اور گھر میں ایک چھوٹی ڈسپنسری شروع کی جس سے کئی افراد نے فائدہ اٹھایا۔ آپ کو پاکستان میں بطور صدر لجنہ نوشہرہ کینٹ، نائب صدر ضلع پشاور میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ وفات سے قبل اپنی بیٹی محترمہ مصباح منصور صاحبہ کے ہاں سیرالیون میں قیام پذیر تھیں۔ آپ سیرالیون میں وفات پا کر وہیں دفن ہونے والی پہلی پاکستانی احمدی خاتون ہیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(مبارک احمد، سیکرٹری وقفِ نَو مہدی آباد)

مکرم محمود احمد باجوہ صاحب

مکرم محمود احمد باجوہ صاحب 20 ستمبر 2023ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ یکم اپریل 1961ء کو سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں داتا زید کا میں پیدا ہوئے۔ مرحوم کے دادا تیمور لنگ صاحب نے قادیان جاکر احمدیت قبول کی تھی۔ آپ مکرم محمد اسماعیل صاحب کے بیٹے تھے۔ 1986ء میں جرمنی آئے اور وفات تک جماعت ہاٹرس ہائم میں ہی رہے۔ آپ کی شادی مکرمہ بشریٰ بی بی صاحبہ سے 1986ء میں ہوئی۔

مرحوم ضرورت مندوں کی مدد کرنے والے اور خوش مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ جماعتی پروگرامز میں پیش پیش رہتے۔ جماعت ہاٹرس ہائم میں آپ کو بطور سیکرٹری امور عامہ خدمت کرنے کی بھی توفیق ملی۔ پسماندگان میں ایک بیوہ، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی نماز جنازہ مؤرخہ 22 ستمبر کو مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج نے بیت السبوح میں پڑھائی اور تدفین مؤرخہ 26 ستمبر کو ہاٹرس ہائم کے مقامی قبرستان میں ہوئی۔

(شرجیل محمود باجوہ، Hattersheim)

مکرم عطاء الحیٔ صادق صاحب

مکرم عطاء الحیٔ صادق صاحب جماعت Neuhof ابن مکرم محمد صدیق صاحب مرحوم بعمر 37 سال مؤرخہ 16 ستمبر 2023ء کو فلڈا کے ایک ہسپتال میں وفات پا گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 15 مارچ 2008ء کو جرمنی آئے۔ مرحوم خاکسار کے بھانجے اور داماد، مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب نیشنل آڈیٹر کے بھتیجے اور مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب ریجنل امیر Hesson Nord کے ماموں زاد اور مکرم شفیق احمد صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔

آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کی پڑنانی صاحبہ کے ذریعہ آئی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دَور میں بیعت کی سعادت پائی تھی۔ مرحوم موصی، پرہیزگار، ملنسار، پنجوقتہ نمازی اور تہجد گزار تھے۔ ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ رہتی۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ آپ ٹنڈوالہ یار سندھ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور جرمنی میں قائد مجلس نوئے ہوف کی خدمات بجالاتے رہے۔ آپ کی نمازِ جنازہ مکرم محمد حنیف شاہد صاحب ریٹائرڈ مربی سلسلہ نے مؤرخہ 20 ستمبر 2023ء کو پڑھائی اور تدفین اسی روز Muslimischer Friedhof Fulda میں ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں، والدہ ایک بھائی اور تین بہنیں شامل ہیں۔

(محمد ادریس، صدر جماعت Neuhof)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

Ihr KFZ - GUTACHTER

Zafar Khan

Sachverständiger für Kraftfahrzeuge aller Art

آپ کیلئے خاص سہولت! اب ایکسیڈنٹ کی صورت میں Gutachten
کروانے کے لئے آپ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر آپ چاہیں تو
Vorort-Service کے تحت میں خود آپ کے پاس آ کر آپ کی کار، ٹیکسی یا
Sprinter کا Gutachten کروں گا۔ آپ کے وقت اور پیسے کی بچت۔ اپنی
زبان میں ہر قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لیے مجھ سے رابطہ کریں۔

آپ کا اپنا Kfz-Gutachter خان ۔

Frankfurter Str. 135
63303 Dreieich
Tel:06103-9883103
Fax:06103-9883101
Mobil:0172-9825124
E-Mail: kb3eich@gmail.com

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 24 | ISSUE 10 | OKTOBER 2023
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de